THE

SENATE OF PAKISTAN

DEBATES

OFFICIAL REPORT

Friday, the February 6, 2026
(358th Session)
Volume XIV, No. 03
(Nos.)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad
Volume XIV SP.XIV (03)/2026
No. 03 04

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Questions and Answers 2
3. Leave of Absence 25
4. Resolution moved by Engr. Amir Muqam (Minister for Kashmir Affairs and Gilgit Baltistan) on Kashmir Solidarity Day. 26
5. Amendments moved by Senator Mohammad Abdul Qadir, on his behalf and on behalf of other Senators, in sub-rule (5) of Rule 166 of Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012 28
6. Presentation of Report of Standing Committee on Interior and Narcotics Control on [The Islamabad Capital Territory (Prohibition of Plastic Book Cover) Bill, 2025] 35
7. Calling Attention Notice by Senator Asad Qasim regarding the hardships being faced by the people of Balochistan and Sindh due to prolonged daily queues at the Ranger's pickets at the Hub Chowki 36
   - Senator Muhammad Tallal Badar, Minister of State for Interior 37
   - Senator Mohammad Abdul Qadir 45
   - Senator Jan Muhammad 46
   - Senator Muhammad Tallal Badar (Minister of State for Law) 48
   - Point of Public Importance raised by Senator Kamran Murtaza regarding the Basant festival celebrations in Punjab. 49
   - Senator Muhammad Tallal Badar, MoS for Interior and Narcotics Control 49
   - Senator Rana Sana Ullah Khan (Adviser on Political Affairs) 51
   - Senator Muhammad Azam Khan Swati 52
   - Senator Danesh Kumar 60
   - Senator Raja Nasir Abbas (Leader of the Opposition) 61
   - Senator Rana Sana Ullah Khan 63
   - Senator Abdul Wasay 64
   - Senator Rubina Qaim Khani 65
   - Senator Kamran Murtaza 65

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Friday, the February 6, 2026

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at thirty minutes past ten in the morning with Mr. Presiding Officer (Senator Saleem Mandviwalla) in the Chair.

<u>Recitation from the Holy Quran</u>

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

إِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ۚ إِنَّمَآ أَمْرُهُمْ إِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿١٥٩﴾ مَنْ جَآءَ
بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ أَمْثَالِهَا ۖ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿١٦٠﴾ قُلْ إِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ إِلٰى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٦١﴾ قُلْ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦٢﴾ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿١٦٣﴾

ترجمہ: (اے پیغمبر!) یقین جانو کہ جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ پیدا کیا ہے، اور گروہوں میں بٹ گئے ہیں، اُن سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اُن کا معاملہ تو اللہ کے حوالے ہے۔ پھر وہ اُنہیں جتلائے گا کہ وہ کیا کچھ کرتے رہے ہیں۔ جو شخص کوئی نیکی لے کر آئے گا، اُس کے لیے اُس جیسی دس نیکیوں کا ثواب ہے، اور جو شخص کوئی بدی لے کر آئے گا، تو اُس کو صرف اُسی ایک بدی کی سزا دی جائے گی، اور ان پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ (اے پیغمبر!) کہہ دو کہ میرے پروردگار نے مجھے ایک سیدھے راستے پر لگا دیا ہے جو کجی سے پاک دین ہے، ابراہیم کا دین! جنہوں نے پوری طرح یکسو ہو کر اپنا رُخ صرف اللہ کی طرف کیا ہوا تھا، اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھے۔ کہہ دو کہ: ”بے شک میری نماز، میری عبادت اور میرا جینا مرنا سب کچھ اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ اُس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اِسی بات کا مجھے حکم دیا گیا ہے، اور میں اُس کے آگے سب سے پہلے سر جھکانے والا ہوں۔“

سورۃ الانعام (آیات ۱۵۹ تا ۱۶۳)

Questions and Answers

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خوش آمدید، تمام سینیٹرز کو جمعہ مبارک ہو۔

Question Hour. Now we will take up Question Hour. First Deferred Question No. 33, Senator Rana Mahmood Ul Hassan. Senator Rana Mahmood Ul Hassan. Not present.

(Def. Q. No. 33)

Mr. Presiding Officer: Deferred Question No. 115, Senator Palwasha Mohammad Zai Khan. Senator Palwasha Mohammad Zai Khan. Not present.

(Def. Q. No. 115)

Mr. Presiding Officer: Question No. 33, Senator Muhammad Talha Mahmood.

(Q. No. 33)

Mr. Presiding Officer: Any supplementary Question?

سینیٹر محمد طلحہ محمود: شکریہ، جناب چیئرمین! جناب! میرا ضمنی سوال ہے۔ جناب! کیا جواب دینے کے لیے کوئی وزیر موجود ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی جی موجود ہیں، دونوں وزراء آئے ہیں۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب! میرا سوال یہ ہے کہ اس میں انہوں نے کہا ہے کہ یہ این ایچ اے کی سڑک نہیں ہے یعنی کہ وفاقی سڑک نہیں ہے، لہٰذا اس کے بارے میں ان کو کچھ معلومات نہیں ہیں۔ مطلب یہ صوبائی حکومت کے دائرہ اختیار میں آتا ہے۔ کیا یہ پاکستان کا حصہ نہیں ہے؟ نمبرا۔ نمبر۲، یہ direct آپ کے بارڈر پر جا رہی ہے۔ نمبر۳، بروغل، تاجکستان اور پاکستان کے درمیان سب سے narrow پٹی ہے، یہاں تک کہ تاجک سفیر، جن سے اس سلسلے میں میری بڑی تفصیل سے بات ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ اگر ایک tunnel نکالی جائے اور اس میں صدر صاحب کی بہت بڑی contribution ہے، صدر صاحب نے اس علاقے کے حوالے سے ایک idea دیا تھا کہ وہاں پر اگر ایک tunnel نکالی جائے تو ہمارا ڈائریکٹ رابطہ سنٹرل ایشیا کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ اتنی اہم سڑک ہے اور اس کو صوبائی دائرہ اختیار میں دیا ہوا ہے۔

آپ مجھے بتائیں کہ پاکستان اور افغانستان کی اس وقت بارڈر کی جو حالات ہیں، یہ سب کو معلوم ہے۔ جناب! میں اس لیے یہ بات کر رہا ہوں، آپ کو یاد ہوگا کہ ایک مرتبہ آپ نے مجھے کہا تھا کہ میں اِدھر سے آپ کو special helicopter بھیجتا ہوں، میں اُس وقت اسی علاقے میں تھا۔ اس علاقے میں مستوج سے لے کر بروغل تک کم از کم 12 سے 15 گھنٹے لگتے ہیں، تقریباً 125 km کا ٹوٹل راستہ ہے۔ آپ بتائیں کہ 125 کلومیٹر، اگر صوبائی سڑک بھی ہو تو کیا اس میں 12 گھنٹے لگتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہاں پر سڑک نام کی چیز ہی نہیں ہے۔ میں نے اسی لیے بات کی تھی، پچھلے سال جب محترم وفاقی وزیر عبدالعلیم صاحب یہاں پر آئے تھے اور انہوں نے یہاں پر commitment کی تھی کہ اس سڑک کو ہم این ایچ اے کے اندر لے آئیں گے۔ چلیں، اب یہ اتنی جلدی این ایچ اے کے اندر نہیں لا سکے تو کیا انہوں نے اس کو وفاقی بنانے پر کوئی کام کیا ہے؟ نمبر ا۔ نمبر ۲، اس روڈ کے حوالے سے آپ صوبائی حکومت سے معلومات تو لے سکتے ہیں۔ آپ مجھے معلومات ہی نہیں دے رہے ہیں۔ کم از کم صوبائی حکومت سے آپ یہ معلومات لے کر مجھے دے سکتے تھے کہ اس روڈ کے حوالے سے جو میں نے بات چیت کی ہے، اس میں کیا ہے، کیا اس کی تفصیلات ہیں۔ کچھ تو بتایا جائے۔ کیا چترال پاکستان کا حصہ نہیں ہے؟

(جاری-----T02)

T02-06Feb2026 Ali/Ed: Shakeel 10:40 am

سینیٹر محمد طلحہ محمود: (جاری---) میں نے بات کی ہے، اس کے اندر کیا ہے؟ اس کی کیا تفصیلات ہیں؟ کچھ تو بتایا جائے، کیا چترال پاکستان کا حصہ نہیں ہے؟ sitting government چترال کو کیا سمجھتی ہے؟ پچھلے دنوں آپ نے central sitting government کی statement سنی ہوگی، انہوں نے کہا: کیا چترال کی بات کرتے ہو، پرے کرو چترال کو، بات کرو ادھر دوسرے علاقوں کی، اسی چیز پر میرا جھگڑا ہوتا ہے۔ اگر میں چترال کی بات کرتا ہوں تو کیا پاکستان کا حصہ نہیں ہے؟ کیا میں اس پر بات بھی نہیں کر سکتا ہوں؟ یہ ایوان کس چیز کے لیے ہے؟ اسی چیز کے لیے ہے کہ ہم اس کو highlight کریں۔ میں اس پر لمبی بات نہیں کروں گا۔

میرا direct سوال ہے، پہلی بات، سب سے پہلے مجھے یہ بتایا جائے کہ اس کو NHA کے under آپ نے commit کیا تھا کہ ہم اس کے اوپر بالکل غور کریں گے، یہ الفاظ انہوں نے کہے تھے۔ کیا اس کے اوپر انہوں نے کوئی کام کیا؟

دوسری بات یہ ہے کہ صوبائی حکومت سے تفصیلات لے کر دے سکتے تھے۔صوبائی حکومت سے آپ نے مجھے کیوں نہیں تفصیلات لے کے دیں کہ یہ C&W کی روڈ ہے یا whatever کس کی روڈ ہے؟ اتنی important روڈ کے لیے آپ نے کیا کیا ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: طلحہ محمود صاحب ، میری آپ کو ایک suggestion ہے کہ Communication Minister نہیں ہیں اور Health Minister اس کا جواب دے رہے ہیں۔ If you agree with me, we can send this question to the communication committee, وہ اس لیے کہ وہاں پھر KP کو بھی بلا لیں گے، ہماری Communication Ministry بھی آ جائے گی اور آپ Communication Division بھی ہوں گے and this matter could be resolved.

سینیٹر محمد طلحہ محمود: آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ آپ نے اس کی اہمیت کو سمجھا ہے، I am really grateful to you, آپ اس کو committee میں کو بھیجیں، ایک remark ضرور ڈالیں کہ یہ border کی طرف جا رہی ہے، یہ جو الفاظ ہیں روڈ کی اہمیت کے حوالے سے وہ refer کرتے وقت ضرور ہونے چاہئیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بالکل آپ صحیح کہہ رہے ہیں، Chitral is very much part of Pakistan and we should.

سینیٹر محمد طلحہ محمود: وہ کوئی معمولی suggestion نہیں تھی اور یہ مجھے کسی نے نہیں بتایا، یہ مجھے Tajik Ambassador نے نام لے کے بتایا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس جگہ کی بہت بڑی اہمیت ہے، اس کی اہمیت کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ، سینیٹر محمد طلحہ محمود، سوال نمبر 34 بھی آپ کا ہے۔

(Q.No.34)

سینیٹر محمد طلحہ محمود: میرا سوال یہ تھا کہ آپ ذرا غور سے سوال کو دیکھیں، 2021 میں start ہوا، آج بھی اسی طرح پڑا ہے اور وہاں رل رہا ہے۔ یہ روڈ بنانے کی نہیں تھی، یہ صرف اور صرف files کے اندر کام کرنے کا تھا کہ file میں بنے گی اور file میں ختم ہوگی۔ لیکن ان کی بدقسمتی تھی کہ میں وہاں پر پہنچ گیا اور اب ان کو بنانی پڑ رہی ہے۔ تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس منصوبے کی لاگت کے اضافے میں کتنی رقم کا اضافہ ہوا ہے اور کتنے Million کا بوجھ قومی خزانے پر پڑا ہے؟ اس وقت روڈ کو جس انداز میں بنانے کے لیے حکومت کی طرف سے directions گئیں ہیں، یہ تو NHA کی روڈ ہے ،اب اس سے تو آگے پیچھے نہیں ہو سکتے۔ تو اس کی وجہ سے Government کے کتنے کروڑوں روپے کا نقصان ہوا ہے، وہ مجھے بتا دیں۔

پھر یہ کہ اس کی تاریخ کیا ہے؟ یہ تو آج تک نہیں بنی ہے۔ توڑنے میں تو یہ بہت ماہر ہیں، توڑتے ہیں اور اس کے پیسے لے لیتے ہیں، بنانے والا کوئی کام نہیں ہے۔ تو میرے سوالات کا جواب دے دیں کہ funds کی عدم دستیابی کی وجہ سے منصوبے میں کس قسم کی تاخیر ہوئی ہے؟ Kindly مجھے اس کی تفصیلات دے دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: طلحہ صاحب آپ کے تینوں questions Chitral related ہیں and we can refer all these three questions to the committee.

سینیٹر محمد طلحہ محمود: میں تیسرے سوال کا نمبر لے لیتا ہوں تاکہ آپ اس کو on record کر دیں۔ سوال نمبر 34 اور سوال نمبر 35 ہے۔

Mr. Presiding Officer: Question No.34 and Question No.35.

سینیٹر محمد طلحہ محمود: میں سوال نمبر 35 پر تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں، یہ بڑا important ہے کیونکہ دو مرتبہ جب میں رات کے وقت Lowari Tunnel سے نکلا تو وہاں پر پولیس والوں کو ذبح کر رہے تھے، Upper Dir کے اندر terrorism ہے، دہشت گردی ہے، جو دہشت گرد کر رہے تھے اور مجھے روکا گیا، لیکن میں نہیں رکا؛ اللہ تعالیٰ نے بچایا۔ ایک مرتبہ گیا تو پولیس والوں کی وہاں اس وقت لڑائی چل رہی تھی، دوسری مرتبہ پولیس والوں کی TTP اور دوسرے جو بھی terrorists ہیں، ان کے ساتھ firing چل رہی تھی۔ میں اس

firingکے درمیان میں سے نکلا ہوں۔ یہ اس روڈ کی بات ہو رہی ہے جس کے بارے میں آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ دو ہزار اکتیس یا بتیس میں جا کر تیار ہوگی۔ میں صرف ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ بڑی important روڈ ہے، یہ Motorway سے نکلے گی اور سیدھی Lowari Tunnel تک جائے گی۔ لوگ محفوظ ہو جائیں گے اور راستے بڑے close ہو جائیں گے، tourism میں اضافہ ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ یہ بھی refer کر رہے ہیں تو میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: تو ہم یہ تینوں کو club کرکے refer کر دیتے ہیں اور یہ تینوں کو آپ discuss کریں، at length in the committee اور اس کو resolve کروائیں۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب! آپ کی طرف سے تھوڑی سی direction جانی چاہیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پرویز صاحب، آپ کیونکہ communication head کرتے ہیں تو committee میں ان تینوں سوالوں کو resolve کر دیں۔ جی، میں لیتا ہوں۔

سینیٹر پرویز رشید: اگر secretariat کی طرف سے ہمیں ہدایت آئے گی تو یقیناً کریں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، بالکل آئی گی، شکریہ۔ سینیٹر محمد اعظم سواتی صاحب۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: چیئرمین صاحب، بڑی خوش آئند بات ہے کہ آپ اس کرسی پر بیٹھے ہیں، لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ میرے چھوٹے بھائی ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں کوشش کرتا ہوں کہ میری جگہ Members بیٹھیں ، لیکن ہمارے penal میں آج کوئی Member نہیں تھا۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: طلحہ محمود صاحب میرا دوست ہی نہیں بلکہ چھوٹا بھائی ہے اور lighter note کے اوپر کہہ رہا ہوں کہ کاش ان کو چترال سے جتنی الفت و محبت ہے، کاش مانسہرہ کے لیے ان کو ہوتی، تو کم از کم مانسہرہ کی تقدیر۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ابھی Question Hour چل رہا ہے، اس پر debate شروع ہو جائے گی تو Question Hour delay ہوگا۔ تینوں resolve ہو کر committee آئیں گے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: ہم committee میں نہیں جا سکتے ہیں، اس لیے یہ بڑے pertinent question ہیں، بڑے important question ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: Committee میں resolve ہو کر واپس آئیں گے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: گزارش یہ ہے کہ صرف اتنا بتا دیں، Question No. 02 پر جو انہوں نے کہا ہے اور جواب دیا ہے کہ اگر یہ approve ہو چکا ہے، کیا یہ revised expenditure approved کر دیا گیا ہے یا اب بھی اس کے اندر دو تین سال لگیں گے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سواتی صاحب! میں یہی کہہ رہا ہوں کہ ابھی ہم نے تینوں Questions refer کر دیئے ہیں، they are all on Chitral; they will come back. Question No. 36, Senator Shahadat Awan.

سینیٹر شہادت اعوان: جناب چیئرمین، اس میں میں نے یہ پوچھا تھا کہ کیا وجہ ہے کہ پاکستان کی جو per acre yield ہے وہ باقی ممالک سے بہت کم ہے؟ اس کا جواب نہیں دیا گیا، گندم کے لیے بھی دیا ، چاول کے لیے بھی دیا، maize کے لیے بھی دیا۔ ایک maize کو چھوڑ کر باقی جو چیزیں ہیں، میں نے اس کا جواب جو پڑھا تو میرا صرف یہ کہنا ہے کہ اس کی جو reasoning بتائی ہے، اس طرح سے rice کیلئے انہوں نے کہا ہے کہ چونکہ چاول کی قیمت کم دی جاتی ہے، اسی طرح سے گندم کی قیمت کم دی جاتی ہے، تو میرا تو کہنا یہ تھا کہ کیا وجہ ہے کہ پاکستان میں per acre yield کم ہوتی ہے، تو باقی سہولتیں کاشت کار کو چونکہ نہیں دی جا رہیں، اس کی وجہ سے ہماری فصلیں بہت نیچے جا رہی ہیں۔ایک وقت ایسا آتا ہے اور ہمیں یہ چیز یاد ہو گی کہ کچھ عرصہ پہلے ہم نے گندم import کی، پھر ہم نے export کی اور اس کے scandals بنے۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ جب آپ سمجھتے ہیں

کہ آپ کسان کو صحیح بیج نہیں دیتے، کسان کو اس کے yield کی پیداوار کی صحیح قیمت نہیں دیتے، تو اس کے لیے government کیوں کچھ نہیں کر رہی؟ اس وقت ملک میں دیکھیں تو گندم کے لیے، آلو کے لیے، کسان پسا جا رہا ہے، کسان سڑکوں پر کھڑا ہوا ہے اور government اس کے لیے کیوں کچھ کام نہیں کر رہی؟

پاکستان ایک زرعی ملک ہے، زراعت کی طرف ہمیں توجہ دینی چاہیے۔ ہماری زیادہ تر GDP میں contribution ایک تو زمیندار کا ہے اور ہمارے جتنے workman ہیں، جو زمینداری میں کام کرتے ہیں، اتنے کہیں پر بھی نہیں ہوتے اور زیادہ تر ہمارے ملک کے عوام کو کسان یا زمین روزگار دیتی ہے۔ اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے اور مجھے یقین ہے کہ government اس کے لیے efforts کرے گی بھی اور کرنی چاہیے۔

ایک طرف آپ دیکھ لیں کہ fertilizer کی قیمتیں کہاں پر جا رہی ہیں اور fertilizer کی قیمتوں کے علاوہ پانی کی قیمتیں کہاں پر جا رہی ہیں۔ جہاں پانی نہیں پہنچتا، وہاں tube well کی بات کی جاتی ہے، تو آپ دیکھیں کہ diesel اور petrol کی قیمتیں اتنی بڑھ چکی ہیں، بجلی اتنی مہنگی ہو چکی ہے کہ کسان جو بیج لگاتا ہے، جو tractor چلاتا ہے، جو کٹائی کرتا ہے، جو فصل کو صاف کرنے پر خرچ کرتا ہے، تو اس کے وہ پیسے بھی پورے نہیں ہوتے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ، شہادت اعوان صاحب، جواب لے لیتے ہیں۔ جی، وزیر صاحب۔ (جاری ہے-----T-03)

T03–06Feb2026 Imran/ED: Waqas 10:50 am

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: (جاری----) جی منسٹر صاحب۔

جناب مختار احمد ملک (وزیر مملکت برائے نیشنل ہیلتھ سروس): شہادت اعوان صاحب نے بالکل pertinent باتیں کی ہیں۔ اس حوالے سے میں آپ کو بتاتا چلوں گا کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے لیکن over the period of time جو research ہونی چاہیے تھی، خاص طور پر agriculture and seeds میں، وہ نہیں ہو سکی اور آج جو ہم یہ کم پیداوار دیکھتے ہیں اور یہ جو ساری مشکلات دیکھتے ہیں اس میں ایک component تو no doubt pricing کا بھی ہے جو demand and

جو کی commodities تمام تقریباً کہ گیا کیا open کو مارکیٹ مطابق کے demand اور ہیں گئی ہو attach ساتھ کے supply

demand ہو گی، اُس کے مطابق اپنی pricing market determine کرے گی۔

اُس حوالے سے no doubt پہلے سال زمینداروں اور کسانوں کو ایک push back ملا، مطلب گندم کی قیمت بہت نیچے آئی۔ شروع میں پاکستان میں آٹے کی قیمت stable رہی۔ گندم کی قیمت کم ہونے کی وجہ سے عام آدمی کو ضرور فائدہ ہوا لیکن کسان نے اس سے بہت suffer کیا۔ پاکستان کی agriculture economy around 58 percent پر depend کرتی ہے۔ تو اس کے اندر ایک seed component آ جاتا ہے۔ دوسرا ہم harvesting کے تمام methods بہت primitive use کر رہے ہیں۔ حکومتِ پنجاب نے اس حوالے سے اپنے agriculture department کے through کسانوں کو modern technologies introduce کیں ہیں۔ یہاں پر Pakistan Agricultural Research Council and National Agricultural Research Center دونوں اس time پر چائنہ کے ساتھ مل کے cotton, wheat and maze اور باقی چیزوں کے حوالے سے کام کر رہی ہے۔ ہم بہت پر امید ہیں کہ within two three years ہم لوگ جو نئے بیج متعارف کروانے جا رہے ہیں، اُس سے نہ صرف پیداوار بڑھے گی بلکہ ہم harvesting کے حوالے سے جو modern technologies لے کر آ رہے ہیں، اُس سے بھی فرق پڑے گا۔

جیسا کہ پاکستان ایک water scarce country ہے تو اُس حوالے سے بھی ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ پانی کی utilization کو کس طریقے سے بہتر کیا جائے تاکہ احسن طریقے سے ہم لوگ کم پانی سے زیادہ پیداوار لے سکیں۔ تو ان سارے معاملات پر parallel چیزیں چل رہی ہیں and we are very hopeful that next two or three years میں results آئیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے جی۔ اگلا سوال نمبر 39 سینیٹر روبینہ ناز صاحبہ۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دوست صاحب! ابھی question hour چل رہا ہے۔ کیا آپ سوال کرنا چاہ رہے ہیں؟

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں، دوست صاحب! اس کو question hour کے بعد کر لیں۔ میں ادھر ہی ہوں، کہیں نہیں جا رہا۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں، اس کا اس سوال کے ساتھ کوئی relation نہیں ہے۔ وہ communication کے سوال refer ہو گئے ہیں۔ آپ بیٹھیں میں آپ کو وقت دیتا ہوں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی جی، آپ بیٹھ جائیں، میں آپ کو بتاتا ہوں۔ ذرا question hour ختم ہو جائے۔ کیا آپ کا بھی اس پر کوئی ضمنی سوال ہے؟ اچھا، جی اعظم سواتی صاحب۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: یہ جو زراعت کا مسئلہ ہے، میں وزیر صاحب سے directly پوچھوں گا کہ کیا موجودہ حکومت کی priority کے اندر کوئی ایسی چیز ہے کہ جو mushroom کی طرح housing societies اُٹھ رہی ہیں اور ہماری قیمتی agricultural land ختم ہو رہی ہے اور آبادی جس تیزی سے بڑھ رہی ہے، تو کیا ان کی cabinet میں on paper and on ground کوئی ایسی تجویز ہے کہ آبادی جس لحاظ سے بڑھ رہی ہے اور agriculture land جس طرح سے housing societies کی نظر ہو رہی ہے، اس پر کوئی قدغن لگائی جائے یا لگائی جا رہی ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب! اس کا جواب دے دیں۔

جناب مختار احمد ملک: جناب یہ ایک provincial subject ہے اور اس کا federal government سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

Mr. Presiding Officer: Yes, I know.

جناب مختار احمد ملک: لیکن میں ان کو پنجاب کی حد تک بتاتا چلوں کہ پنجاب میں پورے صوبے کی mapping کر کے green and brown areas determine کر دیے گئے ہیں اور انہیں lock کر دیا گیا ہے کہ جو green areas ہیں، اُن میں نہ تو کوئی housing society بن سکتی ہے اور نہ ہی کوئی commercial activity ہو سکتی ہے۔ اسی طرح میں request کروں گا کہ خیبر پختونخوا اور سندھ کی حکومتوں کو بھی آگے آنا چاہیے اور ان چیزوں کو follow کرتے ہوئے، ان کا بڑا pertinent سوال ہے کہ جس طریقے سے societies کی mushroom growth ہو رہی ہے، اس کو روکنے کے لیے ultimately high-rise کو جس طرح سے promote کرنا چاہیے وہ اسی طریقے سے ہی ہو سکتا ہے جب areas lock ہو جائیں۔

Mr. Presiding Officer: Ok, Lets go to Question No. 39. Senator Rubina Naaz. Not present.

Q. No. 39.

Mr. Presiding Officer: Next Question No. 41. Senator Samina Mumtaz Zehri. Not present.

Q. No. 41.

Mr. Presiding Officer: Next Question No. 42. Senator Samina Mumtaz Zehri. Not present.

Q. No. 42.

Mr. Presiding Officer: Next Question No. 43. Senator Samina Mumtaz Zehri. Not present.

Q. No. 43.

Mr. Presiding Officer: Next Question No. 45.

Q. No. 45

Mr. Presiding Officer: Any supplementary?

سینیٹر اسد قاسم: میرا سوال وزیرِ مواصلات سے ہے کہ details of highways and roads under construction in Balochistan under the CPEC corridor during the last three years. اُس کی کچھ details ہمیں چاہیے ہیں کیونکہ اُن roads پر پچھلے تین سالوں سے کام بالکل بند پڑا ہے اور جناب اس روڈ کے اوپر جو funds allocate ہوئے ہیں یا جو اخراجات ہوئے ہیں وہ منسٹر صاحب پلیز اگر اس ایوان کو اور عوام کو بتا سکیں کہ پچھلے تین سال سے اُس کی کیا progress ہے اور اُس کا status ابھی کہاں lay کرتا ہے۔ شکریہ جی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی منسٹر صاحب۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری (وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور): شکریہ جناب چیئرمین! سینیٹر صاحب نے جو سوال کیا تو اُس کی ساری details تو جواب میں موجود ہیں اور اگر اس کے علاوہ مزید انہوں نے جو allocation کی بات کی ہے وہ سارے کا سارا یہاں پر جواب میں درج ہے۔ خضدار تا کچلاک پروجیکٹ ہے، اس کے علاوہ آواران مال پروجیکٹ ہے، نوشکی کا سارا پروجیکٹ ہے۔ جناب، باقی اگر وہ چاہتے ہیں کہ اس پر مزید کوئی detailed discussion ہو یا ان کی progress جو اس وقت تک وہاں پر ہوئی ہے اور جتنا یہاں پر سوال میں درج اگر اُس سے وہ مطمئن نہیں ہیں تو پھر باقی سوالات بھی چونکہ آپ نے refer کیے ہیں اس کو بھی کمیٹی کو بھجوادیں۔ وہاں پر discuss کر لیتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے۔ اسد صاحب، یہ آپ کے دونوں سوالات ہیں، سوال نمبر 46 بھی ہے، یہ دونوں کمیٹی کو بھیج دیتے ہیں۔

سینیٹر اسد قاسم: ٹھیک ہے جی۔

Q.No.46

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی دوست صاحب! ابھی دس منٹ میں question hour ختم ہو جائے گا، آپ اس کے بعد بول لیں۔ کیا آپ کا ضمنی سوال ہے؟ اچھا، چلیں اس پر بولیں۔

سینیٹر دوست محمد خان: جناب، میں نے ایک resolution with so many signatories House میں move کی تھی جس میں یہ تھا کہ چونکہ ہماری فاٹا میں land holding تو ہے نہیں تو ہم چاہتے ہیں کہ ٹانک سے وانا، وانا سے رزمک اور رزمک سے افغانستان تک ہمارے لیے ایک national highway NHA بنائے تاکہ ہمارا کاروبار شروع ہو جائے کیونکہ لوگ بے روزگار ہیں، دہشت گردی کا شکار ہیں اور تباہ برباد ہیں تو NHA کا میرے خیال سے خیبر پختونخواہ میں یہ واحد پروجیکٹ ہوگا جو یہ کر رہے ہیں۔ تو اس کو مہربانی کر کے recommend کر دیں کہ یہ ایک روڈ بنا دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دوست صاحب! میں اس سے بڑھ کے recommendation کرتا ہوں کہ آپ کو بھی اس کمیٹی میں بلائیں اور آپ سے بھی یہ سارے issues discuss کریں۔ ٹھیک ہے۔

سینیٹر دوست محمد خان: وہ تو سنتے ہی نہیں ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں نہیں، کیوں نہیں سنیں گے۔ میں direction دیتا ہوں کہ سیکریٹری صاحب! اس سوال پر دوست صاحب کو بھی اس کمیٹی میں بلائیں۔ ٹھیک ہے۔

سینیٹر دوست محمد خان: بہت شکریہ جی۔

Mr. Presiding Officer: Now question No. 47. Senator Bilal Ahmed Khan Mandokhel. Not present.

Q. No. 47

Mr. Presiding Officer: Next Question No. 48. Senator Rubina Qaim Khani.

Q. No. 48

Mr. Presiding Officer: Any supplementary?

Senator Rubina Qaim Khani: Thank you Mr. Chairman, Will the Minister for National Health Services Regulations and Coordination be pleased to state the details of…

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں، آپ اس کو رہنے دیں۔ اگر آپ کو سوال نمبر 48 کے جواب پر کوئی اعتراض ہے تو بات کریں۔

سینیٹر روبینہ قائم خانی: جی چیئرمین صاحب، میرا یہ سوال ہے کہ وزیرِ موصوف نے جو جواب دیا ہے، وہ سوال کے بالکل برخلاف ہے۔ سرکاری دستاویزات سے یہ واضح ہے کہ متعدد میڈیکل ادارے سالانہ اٹھارہ لاکھ روپے کی مقررہ حد سے زائد فیس وصول کر رہے ہیں جبکہ PM&DC کے 2022 کے ایکٹ کی دفعہ 33 کے تحت فیس کی حد کی خلاف ورزی کرنے والے ہر ادارے کے خلاف اب تک کون سی عملی اور تادیبی کارروائی کی گئی ہے۔ کیا ادارہ اس کی تفصیل فراہم کرے گا جبکہ Fee Justification Committee کے قواعد، فیصلے اور اجلاسوں کی کارروائی کیا فوراً ایوان میں پیش کی جائے گی۔ اس ایوان کو کوئی اس طرح کی details نہیں دی گئیں ہیں تو میں یہی کہوں گی کہ میرا یہ سوال بھی کمیٹی کو refer کیا جائے تاکہ ہم اس پر fully aware ہو سکیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: پہلے جواب لے لیتے ہیں and if you are not satisfied then we can discuss this.

سینیٹر روبینہ قائم خانی: کیونکہ اس کا satisfactory جواب نہیں آیا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب، اس کا جواب دیں۔

جناب مختار احمد ملک: جناب، میں اس کو clear کرتا چلوں کہ PM&DC کے 2023 کے ایکٹ کے مطابق PM&DC کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے کہ کسی میڈیکل کالج کی فیس کم کر سکے۔ اس کے باوجود اس حکومت نے اس چیز کو head on لیا اور Deputy Prime Minister نے اس کو Chair کیا۔ PAMI جو کہ پرائیویٹ میڈیکل کالجز کو represent کرتا ہے، اُن کے representatives کو بلایا گیا اور ہم لوگ ایک consensus پر پہنچے۔

(جاری-----T04)

جناب مختار احمد ملک (وزیر مملکت برائے نیشنل ہیلتھ سروسز) : (جاری ۔۔۔) اُن کے representatives کو بلایا گیا اور ہم لوگ ایک consensus پر پہنچے کہ اٹھارہ لاکھ روپے فیس ہوگی، وہ minimum ہوگی، اس سے اوپر جس میڈیکل کالج نے جانا ہے، اس نے اس کے بارے میں PMDC کو justification دینی ہوگی کہ اس justification کے مطابق ہمارے ہاں اٹھارہ لاکھ میں فیس کم پڑ رہی ہے، اگر ان کا hospital بہتر ہے جو کہ minimum standards رکھے ہوئے ہیں PMDC کے اس سے بہتر ہے، patient turnover زیادہ ہے، ان تمام چیزوں کو دیکھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ اٹھارہ لاکھ روپے standard رکھی جائے گی، اوپر جو فیس ہوگی اس کی justification medical colleges accordingly دیں گے۔ اس کے بعد یہ ساری چیزیں مان کر وہ لوگ Islamabad High Court چلے گئے اور Islamabad High Court میں جا کر PAMI نے stay لے لیا کہ 2023 کا Act of Parliament ہے اس کے تحت PMDC کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے کہ وہ اس چیز کو کر سکے۔ کئی ایک medical colleges نے اس چیز کو مانا اور اٹھارہ لاکھ پر اپنی fees کم کی لیکن majority of the private medical colleges not only in Islamabad, all over Pakistan have not committed to this declaration whatever was decided in that Committee. اب Islamabad High Court میں ہم لوگ دوبارہ ان کے ساتھ بیٹھے، دوبارہ بیٹھ کر میں یہ میڈم کو دے دیتا ہوں۔

Mr. Presiding Officer: Yes, please.

جناب مختار احمد ملک: ہماری declaration ہوئی declaration کے بعد ہم نے public notices issue کیے۔ تمام medical colleges کے لیے اپنا online portal بنایا جس کے اندر students ہمیں directly کہہ رہے ہیں۔ اب صرف یہ ہے کہ High Court کی next hearing کے دوران counsels جا کر withdraw کریں گے اور اسی فیصلے کے تحت اس سال کے مطابق پچھلے سال کے اٹھارہ لاکھ اور اس سال eighteen lakh ninety thousand rupees فیس لیں گے اور accordingly یہی twenty-five percentage سے اوپر چلی جائے گی لیکن اس کی justification دینی پڑے گی۔ یہ ساری چیزیں documents کے ساتھ اگر آپ کہیں provide کر دیتا ہوں۔

Mr. Presiding Officer: Hon’ble Senator sahib.

سینیٹر جان محمد: آپ یہ بتائیں کہ انہوں نے اٹھارہ لاکھ روپے فیس رکھی ہے، اس وقت پاکستان کے medical colleges ہماری information کے مطابق سب اس سے زیادہ فیس لے رہے ہیں۔ آیا وہ کون سے medical colleges ہیں کہ وہ اسی ratio پر وصولیاں کر رہے ہیں؟

جناب مختار احمد ملک: وہ بارہ لاکھ بھی لے رہے ہیں یہ نہیں کہ اٹھارہ لاکھ ہی سارے لے رہے ہیں۔

Mr. Presiding Officer: Eighteen lakh is what minimum or maximum.

جناب مختار احمد ملک: اٹھارہ لاکھ ہم نے ایک benchmark بنایا ہے۔

Mr. Presiding Officer: It’s a benchmark. It’s not minimum or maximum.

جناب مختار احمد ملک: اٹھارہ لاکھ ایک benchmark بنایا ہے کہ سارے medical colleges, اب Aga Khan Medical College اگر ہم اس سے کہیں کہ اٹھارہ لاکھ لیں اور وہ اپنے hospital کی list لے کر سامنے آتے ہیں تو اس کے بعد ثاقب نثار صاحب کی judgment فیس کم کرنے کے لیے آئی تھی، اس کے بعد اس وقت بھی فیس کم نہیں ہو سکی تھی۔ ہم نے rationalize کر کے ایک rational decision کیا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ معزز سینیٹر صاحب کو details دے دیں۔

جناب مختار احمد ملک: یہ ان کی joint declaration ہے۔ یہ ہمارے ads ہیں جو ہمارے اخباروں میں اور باقی PMDC کی طرف سے چلتے رہے۔ یہ وہ joint declaration ہے جو انہوں نے High Court میں جمع کرائی ہے، جس کے مطابق PAMI والی چیز پر متفق ہوئے ہیں جونہی یہ Court سے ہٹے گا، اس کے بعد we will be able to decide کہ اس کو کس طریقے سے کرنا ہے۔

سینیٹر روبینہ قائم خانی: جناب چیئرمین! انہوں نے Aga Khan Hospital college کی بات کی لیکن وہاں پر تو نظر آتا ہے لیکن بہت سارے colleges ایسے بھی ہیں جو اس criteria پر پورا نہیں اترتے اس کے باوجود پچیس سے تیس لاکھ روپے تک فیس students سے لے رہے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر یہ سوال کمیٹی کو جائے گا تو ہم اس میں زیادہ details کے ساتھ ان سے پوچھ سکیں گے اور متعلقہ جو بھی officers ہیں یا جو بھی scrutiny کرنے کا کیا طریقہ ہے کہ اگر اٹھارہ سے اوپر لے رہے ہیں ان کا medical

اسی طرح college furnished ہے یا جس طرح Aga Khan میں facilities ہیں؟ میرے خیال سے Aga Khan ایک کروڑ تک لے رہا ہے باقی اگر دوسرے colleges میں وہ سہولیات میسر نہیں ہیں، اس کے باوجود تیس لاکھ تک لے رہے ہیں تو یہ students کے ساتھ زیادتی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کے یہ تینوں questions inter-related ہیں، ان کو ہم کمیٹی میں بھیج دیں۔

سینیٹر روبینہ قائم خانی: جی بالکل، کمیٹی کو بھیج دیں۔

سینیٹر جان محمد: جناب! دوسری بات یہ ہے کہ وہ بعض بچوں کو پھر کہتے ہیں کہ آپ کو ہم admission دیں گے، وہ fix کرتے ہیں کہ آپ نے donation بھی کرنا ہے۔ یہ مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ یہ کس طرح کا system ہے اور اس کو کس طرح organize کیا گیا ہے۔

Mr. Presiding Officer: Questions No. 48, 50 and 52 stand referred to the concerned Committees.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: باقاعدہ طور پر آپ کی recommendation جس طرح بلیدی صاحب نے کہا ہے میں اس کی بالکل 100% جس طرح ہماری سینیٹر صاحبہ نے کہا ہے کہ ہمارے بچے لُٹ گئے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سواتی صاحب کمیٹی کو بھیجنے کا مقصد یہ ہے کہ وہاں اس پر members deliberation کریں گے and they will come back to the House, if we are not satisfied we will again discuss it.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! میں بول رہا ہوں کہ وزیر صاحب ذرا تھوڑا صبر کر لیں۔ وزیر صاحب نے جو وضاحت کی ہے، بالکل درست ہے۔ اس میں اس وقت کوئی وہ نہیں ہے کہ خدانخواستہ ان کی طرف سے کوئی lapses ہیں۔ بنیادی بات یہ ہے کہ پورے پاکستان کے اندر ہر medical college بچوں کو لوٹ رہا ہے۔ اس کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وہ کہہ رہے ہیں نا کہ ہمارا اس پر کوئی نہیں ہے. they only given a benchmark

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ چونکہ میں کمیٹی میں نہیں جا سکتا، میری گزارش یہ ہو گی۔

Mr. Presiding Officer: Would you like to go to the Committee?

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب !، نہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں، you can.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: میری گزارش ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بلیدی صاحب کو بھی کمیٹی میں بلالیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: آپ کم از کم اپنی طرف سے ایک detail note جو کچھ یہاں پر بیان ہوا ہے اس کی تصدیق کے لیے بھیجیں کہ کہ سینیٹرز کی طرف سے reservations ہیں اور اس کی چھان بین کی جائے، یہ میری گزارش ہو گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے جی۔ سوال نمبر 53 سینیٹر نور الحق قادری صاحب۔

(Q.No.53)

سینیٹر نور الحق قادری: شکریہ، آپ کو یہاں دیکھ کر ہمیں بہت خوشی ہوتی ہے۔ میرے سوال کی پوری تفصیل آ گئی ہے لیکن میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پشاور سے لنڈی کوتل اور طورخم جانے والی شاہراہ ہے اس کی business کے حوالے سے ایک اپنی اہمیت ہے اور دونوں ممالک کی communications کے حوالے سے کیونکہ ایک طرف طورخم اور دوسری طرف طرف پر چمن یہ ہمارے regular borders ہیں۔ گزشتہ 2011-2012 میں پیپلز پارٹی کی حکومت کے دوران اس پر کام شروع ہو گیا تھا، پھر اس کی completion ہوئی، اس کے بعد اس شاہراہ پر کوئی باقاعدہ مرمت کا کام نہیں ہو رہا ہے۔ اس حوالے سے میں منسٹر صاحب سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ باقاعدہ اس کا notice لیں اور اس میں چار پانچ bridges ہیں جن کی بننے کی ضرورت ہے۔ جب بارش ہوتی ہے اور سیلاب آتا ہے تو یہ route بالکل بند ہو جاتا ہے۔ اس میں اگر پانچ یا چھ bridges جو راستے میں آتے ہیں ان پر باقاعدہ کام شروع کیا جائے تو یہ بہت ضروری ہے۔ یہ میں منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، جی، منسٹر صاحب پلیز۔

ڈاکٹر طارق فضل چوہدری: (وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور) جناب ! معزز سینیٹر صاحب کا concern بالکل ٹھیک ہے۔ بنیادی طور پر جن bridges کی بات کر رہے ہیں وہ proper bridges بھی نہیں ہیں بلکہ causeways کی شکل میں ہیں اور اس سے یہ

problem بالکل وہاں پر موجود ہے۔ جس speed سے وہاں پر کام ہو رہا ہے اس کی progress ہے اور ان کے جو concerns ہیں settle ہو جائیں گے۔ میں یہاں پر timeframe نہیں دے سکتا لیکن بہت جلد ان شاءاللہ یہ settle ہو جائیں گے۔

Mr. Presiding Officer: Next Q.No.55, Senator Shahadat Awan sahib.

(Q.No.55)

سینیٹر شہادت اعوان: جناب پریذائیڈنگ آفیسر صاحب۔ میرا کہنا یہ ہے کہ Q.No.36, 55 اور 56 یہ تینوں آپس میں connected ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ بہت لمبا project ہے یہ فصلوں کے حوالے سے اور بیج کے حوالے سے ہے، منسٹر صاحب نے بڑی مہربانی کی ہے ان تینوں کو کمیٹی میں رکھیں تاکہ ہم اس کو thoroughly discuss کر سکیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے۔ Q.No.55 and 56

سینیٹر شہادت اعوان: جناب! نہیں Q.No.36, 55 and 56

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: Q.No.36 تو آپ نے کر لیا نا؟

سینیٹر شہادت اعوان: جناب! میں کہہ رہا ہوں کہ وہ connected ہیں تو تینوں تقریباً ساتھ ہو جائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے۔ ہم 55 اور 56 تینوں کو کمیٹی میں refer کر دیتے ہیں۔

(Q.No.56)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سوال نمبر 57 سینیٹر ہدایت اللہ خان صاحب۔ موجود نہیں ہیں۔ جواب پڑھا ہو تصور کیا جاتا ہے۔

(Q.No.57)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سوال نمبر 60 سینیٹر ہدایت اللہ خان صاحب۔ موجود نہیں ہیں۔ جواب پڑھا ہو تصور کیا جاتا ہے۔

(Q.No.60)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سوال نمبر 61 سینیٹر ہدایت اللہ خان صاحب۔ موجود نہیں ہیں۔ جواب پڑھا ہو تصور کیا جاتا ہے۔

(Q.No.61)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سوال نمبر 63 سینیٹر جان محمد صاحب۔

(Q.No.63)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سینیٹر جان محمد: جناب! میں نے پوچھا تھا کہ PIMS Hospital میں ہماری کارکردگی ہے، جہاں hospital time میں اس کے بعد سے شروع ہوتا ہے دو بجے تک یا اڑھائی بجے تک چلتا ہے اس سے پہلے بارہ بجے تک وہ سارے سلسلے tests وغیرہ سارے روک دیے جاتے ہیں۔ اس میں مجھے جواب دیا گیا ہے، جزو (ج) میں لکھا ہے کہ عملے کی موثر نگرانی اور مریضوں کو مکمل اوقات میں سہولت کی فراہمی یقینی بنانے کے لیے کیا اقدامات کیے جا رہے ہیں؟ (جاری-----T05)

T05-06Feb2026 Tariq/Ed: Waqas. 11:10 am

سینیٹر جان محمد: (جاری----) 12 بجے تک test وغیرہ کے سارے سلسلے روک دیے جاتے ہیں۔ اس بابت مجھے جو جواب دیا گیا ہے اس کے تیسرے جزو (ج) میں پوچھا گیا تھا کہ عملے کی موثر نگرانی اور مریضوں کو مکمل اوقات میں سہولت کی فراہمی یقینی بنانے کے لیے کیا اقدامات کیے جا رہے ہیں؟

بات یہ ہے کہ ہر جگہ جتنے بھی محکمے ہیں ان میں جدت لائی گئی ہے، ملازمین کی حاضری کے لیے وہاں باقاعدہ طور پر جدید نظام نصب کیا گیا ہے۔ ایسا PIMS Hospital میں کیوں نہیں ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی منسٹر صاحب، PIMS Hospital کی بات ہو رہی ہے۔

جناب مختار احمد ملک: جناب چیئرمین! اس بابت میں بتاتا چلوں کہ اس وقت PIMS and Polyclinic میں every day 130 to 150 surgeries ہو رہی ہیں اور ان کے سوال کے مطابق 400 to 500 ہونی چاہییں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سوال نمبر 63 ہے۔

جناب مختار احمد ملک: .I am sorry sir میں surgeries کے حوالے سے بتا رہا تھا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر صاحب آپ اپنا سوال دہرا دیں۔

جناب مختار احمد ملک: آپ براہ مہربانی اپنا question repeat کر دیں، timings کے حوالے سے میں آپ کو clear کر دیتا ہوں۔

سینیٹر جان محمد: میرا سوال نمبر 63 ہے۔ میں نے اس میں پوچھا تھا کہ اسلام آباد کے سرکاری طور پر مقررہ OPD اوقات صبح آٹھ سے دو بجے تک ہیں۔ اس کے باوجود OPD تاخیر سے یعنی صبح 9 بجے کے بعد شروع ہوتی ہے اور اگرچہ laboratory and radiology شعبہ جات کے لیے وقت مقررہ کے دوران نہ تو رجسٹریشن نمبر جاری کیے جاتے ہیں اور نہ ہی نمونے جمع کیے جاتے ہیں۔ نیز تقریباً 12 بجے دوپہر کو خدمات کی فراہمی روک دی جاتی ہے جس کے نتیجے میں مریضوں کا طبّی معائنہ، تشخیص اور test and reports دنوں میں حاصل کرنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔

جناب مختار احمد ملک: جناب چیئرمین! جواب تو لکھا ہوا ہے لیکن میں پھر اپنے جواب کو repeat کرتا چلوں۔ جناب صبح پورے 8:00 بجے OPD timing start ہو جاتی ہیں، وہاں پر پونے آٹھ بجے سے آٹھ بجے تک رجسٹریشن کلرکس بیٹھ جاتے ہیں اس حد تک تو میں clarify کرتا ہوں، خود ہم نے بھی check کیا ہے، اس call کے بعد جا کر check کیا، تقریباً سوا آٹھ سے ساڑھے آٹھ بجے تک ڈاکٹرز، maximum doctors وہاں موجود ہوتے ہیں اور وہ OPD اڑھائی بجے تک چلتی ہے اور پولی کلینک کی OPD سے متعلق میں معزز سینیٹر کو بتاتا جاؤں کہ یہ دو بجے ختم نہیں ہوتی ہے، یہ دو بجے کے بعد evening shift میں دوبارہ شروع ہو جاتی ہے جو رات آٹھ بجے تک چلتی ہے۔ اس حوالے سے پولی کلینک کی OPD double shift میں چلتی ہے۔

باقی diagnostics کے حوالے سے میں بتاتا چلوں کہ جو پہلا batch of routine investigation کا لگتا ہے وہ 11 بجے لگتا ہے، جس کے اندر maximum of the routine investigation in laboratory اور اس کے results ایک گھنٹے کے بعد مریضوں کو دے دیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ جو specialized test ہوتے ہیں وہ next day کیے جاتے ہیں اور جو baseline ہوتے ہیں وہ اسی دن دے دیے جاتے ہیں، باقی جن tests کے بارے میں ڈاکٹرز priorities کا لکھ کر بھیجتے ہیں جس کی emergency کی بنیاد پر ضرورت محسوس ہوتی ہے وہ اسی روز دے دیے جاتے ہیں۔ اس حوالے سے ڈاکٹرز decide کرتے ہیں کہ کون سے

test کی آج ضرورت ہے اور وہ آج چاہیے، وہ انہیں اسی وقت مل جاتا ہے، جس کی ضرورت نہیں ہوتی وہ next day ملتا ہے۔ اس حوالے سے policy clear ہے۔

سینیٹر جان محمد: واقعی اگر اتنی شفافیت ہے تو اسلام آباد میں جتنے ادارے ہیں وہ biometric system پر آ گئے ہیں، کیوں PIMS hospital کو ہم جدت کی طرف نہیں لے جا رہے ہیں؟

جناب مختار احمد ملک: جناب چیئرمین! PIMS hospital biometrics پر ہے، اگر یہ کہیں گے تو ہم پورا ریکارڈ مہیا کر دیں گے۔ سینیٹر صاحب کا سوال تو میڈیکل ٹیسٹ کے حوالے سے ہے کہ 11:00 بجے کے بعد میڈیکل ٹیسٹ نہیں ہوتے۔ جناب میں بتا رہا ہوں کہ one patient, one ID under process ہے۔ biometrics بالکل وہاں پر لگے ہوئے ہیں، اگر یہ ریکارڈ مانگیں گے تو last six months کا پورا ریکارڈ، ہر individual کا، کسی چار یا دس بندوں کا نام دے دیں، biometric ریکارڈ مہیا کر دیں گے۔ ہماری ایک محترمہ MNA صاحبہ نے کہنے پر ہم نے پورا ریکارڈ قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی میں پیش بھی کیا تھا جس کی بنیاد پر وہ اس بات کو مان گئے تھے کہ biometrics وہاں پر ہے۔ دوسرا میرا خیال ہے کہ ان کے پورے ہسپتال کا information management system within 3 to 4 months operational ہو جائے گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب، میں suggest کروں گا کہ PIMS hospital کے بارے میں اراکین کو جتنے concerns ہیں، آپ ان کا ایک visit arrange کرا دیں۔ So they can see there.

جناب مختار احمد ملک: بالکل جناب، جب یہ کہیں، آج ہی چلے جائیں۔ جب بھی جائیں۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ ابھی جائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں ابھی تو ممکن نہیں ہے، .but whenever they can جی سینیٹر خالدہ اطیب صاحبہ، آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

سینیٹر خالدہ اطیب: جناب چیئرمین! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ PIMS hospital میں آنکھوں کے علاج کے حوالے سے کوئی سہولت موجود نہیں ہے۔ میں کراچی سے اپنا treatment لیتی ہوں اور پھر وہ جناح ہسپتال سے attest ہوتا ہے، پھر واپس اسی ہسپتال آتا ہے، یہ

ایک لمباprocess ہے،اس کے علاوہ یہاں dentistry کے شعبے میں بھی معاملات نہیں ہیں۔اس حوالے سے بھی ذرا دیکھا جائے کیونکہ جتنے بھی سینیٹرز ہیں انہیں آنکھوں اور دانتوں کے حوالے سے بہت مسائل ہیں اور میں خاص طور پر ایک تجویز دینا چاہوں گی کہ جس طرح سے PIA or OGDCL میں میڈیکل کارڈز ہیں تو اسی طرز پر ہمیں بھی medical cards issue ہو جائیں، جو جس صوبے سے تعلق رکھتا ہے وہ وہاں سے اپنا علاج کروالے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اس سے ان کا کوئی concern نہیں ہے، وہ ہمارا سینیٹ کا معاملہ ہے، but anyway, منسٹر صاحب ذرا ان کے سوال کا reply دے دیں۔

جناب مختار احمد ملک: جناب انشورنس کے حوالے سے ہم نے تب بھی قومی اسمبلی کے اراکین سے کہا تھا کہ تمام اراکین کی health insurance کروادی جائے، بے شک ان کی salary میں سے deduction ہو جائے۔اس بابت چیئرمین کمیٹی برائے صحت، سینیٹ اور قومی اسمبلی they are in contact and hopefully اس کا کوئی نہ کوئی نتیجہ آجائے گا۔دوسرا جناب انہوں نے اپنی billing کے حوالے سے چیزیں بتائیں، dentistry کے لیے ہمارے پاس اسلام آباد کا School of Dentistry ہے جہاں نہ صرف ہمارے لوکل لوگ بلکہ diplomats وہاں پر جاتے ہیں، State of the Art ہمارا dental college بھی ہے اور اس کے ساتھ dental کی پوری سہولیات ہیں۔ان کو اگر کوئی issue ہے تو please, do let me know, I will arrange everything for them.

سینیٹر روبینہ قائم خانی: جناب چیئرمین! کسی بھی سینیٹر کو دانتوں کا کوئی مسئلہ ہو تو۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وہ حکومت کا مسئلہ نہیں ہے، وہ ہمارا سینیٹ کا مسئلہ ہے،اس کا مسئلہ چیئرمین صاحب کے ساتھ چل رہا ہے، we will resolve it. کوشش کی تھی کہ مسائل resolve ہو جائیں لیکن وہ ابھی تک ہوا نہیں ہے۔

سینیٹر روبینہ قائم خانی: جناب اکثر سب کو دانتوں کا مسئلہ رہتا ہے تو لہٰذا اس کو دیکھا جانا چاہیے۔

سینیٹر منظور احمد: جناب چیئرمین! جو اسپتال panels پر ہیں، جیسا کہ ابھی پمز کی شکایت آ رہی ہے، اگر اس panel کو تبدیل کر دیں اور کسی اور ہسپتال چلے جائیں تو میرے خیال میں زیادہ بہتر ہو گا، کیونکہ پمز کی اور جو ہسپتال panel پر ہیں ان کی کافی شکایت آ رہی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ٹھیک ہے۔

Next question is 65, Senator Kamran Murtaza, he is not present, question taken as read.

(Q.No.65)

Mr. Presiding Officer: Question No.66, Senator Kamran Murtaza, not present, question taken as read.

(Q.No.66)

Mr. Presiding Officer: Question No.67, Senator Abid Sher Ali, not present. Question taken as read.

(Q.No.67)

Mr. Presiding Officer: Question No.68, Senator Abid Sher Ali, he is not present. Question taken as read.

(Q.No.68)

Mr. Presiding Officer: Question No.69, Senator Zamir Hussain Ghumro, he is not present. Question taken as read.

(Q.No.69)

Mr. Presiding Officer: Question hour is over.

Leave of Absence

Mr. Presiding Officer: Senator Mohammad Ishaq Dar has requested for the grant of leave for 2nd and 3rd February, 2026 due to official engagements. Is leave granted?

(The leave was granted)

Mr. Presiding Officer: Senator Mir Dostain Khan Domki has requested for grant of leave for 3rd February, 2026 due to personal engagements. Is leave granted?

(The leave was granted)

Mr. Presiding Officer: Senator Bilal Ahmed Khan has requested for the grant of leave from 2nd to 6th February, 2026 due to personal engagements. Is leave granted?

(The leave was granted)

Mr. Presiding Officer: Senator Muhammad Azam Khan Swati has requested for the grant of leave for 2nd and 3rd February due to personal engagements. Is leave granted?

(The leave was granted)

Mr. Presiding Officer: Senator Saadia Abbasi Bilal Ahmed Khan has requested for the grant of leave for 3rd February, 2026 due to personal engagements. Is leave granted?

(The leave was granted)

(The House welcomed the students and faculty members of the Great Future Pakistan and Qazi Education System, Fazal Abad, who were seated in the visitors' gallery)

Mr. Presiding Officer: Welcome to everyone. Yes Engir. Amir Muqam *Sahib*, welcome in the Senate.

جناب انجینئر امیر مقام (وفاقی وزیر برائے امور کشمیر): جناب چیئرمین! میں پانچ فروری، اظہار یک جہتی کشمیر کے حوالے سے ایک resolution پیش کرنا چاہتا ہوں۔

(آگے جاری-----T-06)

T06-06Feb2026 Mariam Arshad/Ed:Waqas 11:20 a.m.

جناب انجینئر امیر مقام (وفاقی وزیر امور کشمیر و گلگت بلتستان اینڈ سیفران) : (جاری ---) جناب چیئرمین! میں پانچ فروری، اظہار یک جہتی کشمیر کے حوالے سے ایک resolution پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی جی۔

<u>Resolution moved by Engr. Amir Muqam (Minister for Kashmir Affairs and Gilgit Baltistan) on Kashmir Solidarity Day.</u>

جناب انجینئر امیر مقام: نوٹ کرتے ہوئے کہ ہر سال 5فروری یوم یکجہتی کشمیر کے طور پر منایا جاتا ہے جس کا مقصد کشمیر کی مظلوم عوام کے حق خودارادیت کے حصول کے لیے ان کی منصفانہ جہدوجہد میں ان کے ساتھ اظہار یکجہتی کرنا ہوتا ہے۔اس بات کو یاد کرتے ہوئے کہ جموں و کشمیر کا تنازعہ اقوام متحدہ کے ایجنڈے پر سب سے دیرینہ حل طلب بین الاقوامی تنازعات میں سے ایک ہے۔

یہ ایوان کشمیر کی عوام کو ان کے ناقابل تنسیخ حق خودارادیت کے حصول کی منصفانہ جدوجہد کے لیے پاکستان کی غیر متزلزل اخلاقی سیاسی اور سفارتی حمایت کا اعادہ کرتا ہے۔

یہ ایوان ہندوستان کے غیر قانونی قبضے کی مذمت اور مقبوضہ جموں وکشمیر کی عوام کی بہادری، حوصلے اور قربانیوں کو زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ بھارت کی مقبوضہ جموں و کشمیر پر اپنے غیر قانونی قبضے کو مستحکم کرنے اور اس کی بین الاقوامی سطح پر تسلیم شدہ متنازعہ حیثیت کو نقصان پہنچانے کے لیے مسلسل کوششوں پر شدید تشویش کا اظہار کرتا ہے، خاص طور پر 5اگست 2019کے غیر قانونی اور یک طرفہ اقدامات کے نتیجے میں۔

یہ ایوان اس بات پر زور دیتا ہے کہ مقبوضہ جموں وکشمیر کی آئینی اور متنازعہ حیثیت کی یک طرفہ اور غیر قانونی تبدیلی جموں وکشمیر کے لوگوں کے حق خودارادیت کے استعمال کا متبادل نہیں بن سکتا، جیسا کہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی متعلقہ قراردادوں میں درج ہے۔

یہ ایوان مقبوضہ جموں وکشمیر میں انسانی حقوق کی منظم خلاف ورزیوں کی مذمت کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ ہندوستان مقبوضہ جموں وکشمیر میں انسانی حقوق کی صورت حال کو بہتر بنائے اور تمام کشمیر کے سیاسی قیدیوں کی رہائی، سخت ہنگامی اور انسداد دہشت گردی کے قوانین کو منسوخ کرے۔

یہ ایوان اس بات پر زور دیتا ہے کہ جموں وکشمیر تنازعہ کا حل اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی قراردادوں اور کشمیری عوام کی امنگوں کے مطابق، جنوبی ایشیا میں دیر پا امن کے لیے ضروری ہے۔

یہ ایون مزید مطالبہ کرتا ہے کہ بھارت سلامتی کونسل کی متعلقہ قراردادوں پر عمل درآمد کرے تاکہ کشمیری عوام اقوام متحدہ کے زیر اہتمام منصفانہ اور غیر جانبدارانہ استصواب رائے کے جمہوری طریقہ کار کے ذریعے اپنے مستقبل کا تعین کر سکیں۔

Mr. Presiding Officer: I, now put the resolution before the house.

(The Resolution was adopted)

Mr. Presiding Officer: The resolution stands passed unanimously. Agenda No.03. Senator Mohammad Abdul Qadir please move Order No.03.

<u>Amendments moved by Senator Mohammad Abdul Qadir, on his behalf and on behalf of other Senators, in sub-rule (5) of Rule 166 of Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012</u>

Senator Mohammad Abdul Qadir: I, on my behalf and on behalf of other Senators, move that the proposed substitution of sub-rule (5) of Rule 166 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, as reported by the Committee be taken into consideration at once.

Mr. Presiding Officer: I, now put the resolution before the house.

سینیٹر محمد عبدالقادر: جناب پریذائیڈنگ آفیسر! میں اس کو تھوڑا سا explain کر دوں؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی جی۔

سینیٹر محمد عبدالقادر: جناب پریذائیڈنگ آفیسر! یہ ایسے ہے کہ پہلے جو existing rule 166 ہے اس میں جو public petitions ہیں وہ صرف، میں ان کو پڑھ دیتا ہوں پھر اس کے بعد explain کرتا ہوں۔

(5) Public petitions may be presented on any matter connected with the business pending before the House or a Committee, or any matter of general public interest which is primarily the concern of the Government, provided that it is not one which falls within the cognizance of a court of law or tribunal, and it shall not directly relate to a matter pending before any court or other authority performing judicial or qusai-judicial functions.

پہلے یہ تھا کہ صرف Chairman Senate or Chairman of Standing Committees کے پاس through Chairman Senate یہ powers تھیں کہ وہ صرف ان Public Importance Notice کو attend کر سکتے تھے یا اس پر بات کر سکتے تھے یا کوئی improvement کے لیے recommendation دے سکتے تھے، جو

اس کے اندر fall کرتی ہوں۔ جو house میں کوئی matter چل رہا ہو یا کوئی government سے related matter ہو۔ اس کے اوپر کافی سینیٹرز کی رائے آئی اور گاہے بہ گاہے اس پر ان کی suggestions آتی رہیں۔ اس میں proposed amendment کے اوپر کافی discussion ہوئی ہے جو proposed amendment Rule 166 of the functions of Senate Standing Committee in sub-rule (5) میں ہے، public petitions اس کی definition کو بھی تھوڑی سی change کیا ہے۔

'(5) Public petition submitted by a citizen or group of citizens in prescribed form as provided in Rule 277 of these Rules; may be presented on any matter of public importance, including grievances arising out of disputes where the circumstances disclose an element of public interest, systematic concern, regulatory oversight and (or) protection of rights. Following such consideration, the Committee may issue:

(a) observations or recommendations for systematic or regulatory improvements; and,
(b) facilitative guidance for resolution of the grievance placed before it; to take necessary steps for disposal of the matter in accordance with the relevant law:

Provided that, notwithstanding anything contained in this Rule, the Chairman Senate may, at his sole discretion, review, admit, pend, dispense with, or decline to proceed with any petition, if in his opinion such action is necessary in the interest of proprietary, parliamentary discipline, or to prevent frivolous, vexatious or otherwise inappropriate proceedings.'

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: قادر صاحب آپ اس کو put کر دیں۔ Is it opposed?

سینیٹر رانا ثناء اللہ: جناب پریذائیڈنگ آفیسر! میں نے اس کو اس سے پہلے تو نہیں دیکھا لیکن سینیٹر صاحب نے جو اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ اختیارات ہیں اور اس طرح سے جو ہے وہ public petitions کو entertain کرنے کا معاملہ ہے۔ یہ Minister of Law کی طرف سے request بھی ہے کہ اس معاملے کو ان کے ساتھ discuss کر کے house میں

پیش کیا جائے۔ اس لیے آپ اس کو deferفرما دیں کیونکہ یہ کوئی اتنی سادہ بات نہیں ہے جتنی سادگی سے معزز سینیٹر نے اسے بیان کیا ہے۔ اس میں سے وہ جو ایک suo moto notice, جس سے ابھی ملک اور قوم کی جان چھوٹی ہے۔ یہ کوئی ایسی ہی صورت حال نظر آ رہی ہے لیکن بہرحال منسٹر صاحب کے ساتھ discussionکر لیں تاکہ اس میں اور بہتری آجائے اور اگر کوئی ایسا معاملہ ہے کہ جس سے کوئی بعد میں دقت ہو سکتی ہے تو یہ چیزیں resolve ہو جائیں۔ اس لیے only to discuss with the relevant Minister, Minister of Lawاس کوdeferکر دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: رانا صاحب میرا خیال ہے کیونکہ آپ نے بعد میں joinکیا ہے میں آپ کوexplain کر دوں۔ یہ rule ہم نے اس لیے changeکیا ہے کیونکہ ہماری committeesکے اندر courts interfereکر رہی ہیں۔ ان کی proceedingsکے اندر courts interfereکر رہی ہیں۔The reason came because میری کمیٹی اور ایک دو committeesاور کے اندر cases and petitions which were admitted by the Chairman Senateان کی hearing میں بھی انہوں نےinterference کی ہے۔اس کے against stayدیے ہیں۔

سینیٹر رانا ثناء اللہ: یہ آپpublic petitionکی بات کر رہے ہیں؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی جی میں آپ کو یہ سمجھا رہا ہوں کیونکہ۔۔۔

سینیٹر رانا ثناء اللہ: Public petitionsکا معاملہ کئی دفعہ دوسرے housesمیں بھی اور خاص طور پر provincial levelپر بھی یہ چیزیں آتی رہی ہیں۔ یہ دراصل ایک بہت complicatedصورت حال ہے۔ (جاری۔۔۔۔T07)

T07-06Feb2026 FAZAL/ED: Waqas 11:30 am

سینیٹر رانا ثناء اللہ خان: (جاری۔۔۔) یہ دراصل ایک بہت complicated صورت حال ہے کہ یہ انتظامی اختیارات جب استعمال ہوتے ہیں تو اس سے پھر کئی طرح کی complications پیدا ہوتی ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہ کمیٹی گیا ہے۔ کمیٹی میں unanimously approve ہوا ہے یہاں سے refer ہو کر اس کے بعد یہ ....Attorney General

سینیٹر رانا ثناءاللہ خان: پارلیمنٹ کی عزت کا معاملہ کس طرح آگیا؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں، نہیں، دیکھیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس سے گورنمنٹ کا کوئی concern نہیں ہے۔ This is Rules of Senate. اس سے گورنمنٹ کا کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ میں آپ کو جو سمجھا رہا ہوں۔

سینیٹر رانا ثناءاللہ خان: جب آپ public petitions entertain کریں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وہ already تو ہو رہی ہیں۔ Public petitions already ہو رہی ہیں۔ ہم صرف یہ rules change کر رہے ہیں کہ کورٹ کی ...interference

سینیٹر رانا ثناءاللہ خان: نہیں already جو ہو رہی ہیں تو اس میں اگر ان rules کو change کرنے کی نوبت آئی ہے تو اس میں کیا فرق پڑ جائے گا اگر آپ Law Minister کی اس request کو کہ میرے ساتھ بھی اس کو یا میرا نقطہ نظر بھی سن لیا جائے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ان کا نقطہ نظر ہم کمیٹی میں سن چکے ہیں۔ Attorney General کا ہم سن چکے ہیں۔

سینیٹر رانا ثناءاللہ خان: آپ کمیٹی میں سن چکے ہیں۔ پاس تو House نے کرنا ہے۔ House کی بھی سن لیں۔ اس کے بعد اگر House reject کر دے گا تو پھر۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: رانا صاحب! دیکھیں، یہ matter already کچھ مہینے سے back and forth ہو رہا ہے۔ تو اس کو ہم further delay نہیں کرنا چاہتے۔ Law Ministry is very well aware of this.

سینیٹر رانا ثناءاللہ خان: جناب چیئرمین! اس میں urgency کیا ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: Urgency یہ ہے کہ it is stopping the working of the Committees. دیکھیں، آپ نے یہ face نہیں کیا نا۔ ہم تو اس کو face کر رہے ہیں۔

سینیٹر رانا ثناءاللہ خان: ایک دن سے کیا فرق پڑے گا؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں، ایک دن کی بات نہیں ہے۔

سینیٹر رانا ثناءاللہ خان: دیکھیں، جناب چیئرمین! ہم اس کو oppose نہیں کرنا چاہتے لیکن اگر آپ اس کو bulldoze کریں گے تو پھر۔۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں، نہیں میں بالکل bulldoze نہیں کر رہا۔ This is the desire of the House. آپ دیکھیں اس کو کتنے چیئرمین Committees نے سائن کیا ہے۔

سینیٹر رانا ثناءاللہ خان: نہیں، میں desire of the House کو oppose نہیں کرنا چاہتا لیکن میں نے جو request کی ہے، اس request کو اگر آپ یہ کہہ دیتے ہیں تو چلیں Law Minister صاحب کا پتہ کر لیں۔ If he is in town تو ان کو ابھی بلا لیتے ہیں ورنہ اس کو آپ Monday or Tuesday کے لیے defer کر دیں۔ دو دن سے کیا فرق پڑے گا؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: فرق اس لیے پڑ رہا ہے کہ یہ already اسی طرح defer ہوتا رہا ہے اور آج ہم نے particularly لگوایا ہے کہ آج ہم اس کو clear کریں۔

سینیٹر رانا ثناءاللہ خان: آپ ذرا سن لیں۔ کمیٹی سے یہ پاس ہو گیا۔ آج آپ House میں لے آئے ہیں۔ House میں آپ اس کو Monday کے لیے pend کر دیں۔ اس دن Law Minister کو سن کر پھر پاس ہو جائے گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں Law Minister کے ساتھ خود اس پر debate کر چکا ہوں۔ میں آپ سے یہ sincere request کر رہا ہوں کہ Law Minister and Attorney General سے میں خود اس پر بات کر چکا

This is something to do with Senate. It has nothing to do with the Government.ہوں۔

میں آپ کو دوبارہ یہ سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔

This is in the interest of the Senate of Pakistan and the Committees of the Senate.

سینیٹر رانا ثناء اللہ خان: جو آپ مجھے سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں میں بالکل سمجھ کر آپ سے یہ request کر رہا ہوں کہ Law Minister صاحب کی جو request ہے کہ اس کو آپ ایک دو دن کے لیے pend فرما دیں۔ اس کے بعد ان کی بھی بات آپ سن لیں۔ اس کے بعد اختیار تو House کا ہے نا۔House اگر۔۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ میری request مان لیں۔

We have already discussed it with the Honourable Minister.

سینیٹر رانا ثناء اللہ خان: لیکن House میں تو discuss نہیں ہوا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں، House میں discuss ہو کر تو یہ refer ہوا ہے۔

سینیٹر رانا ثناء اللہ خان: معاملہ یہ ہے کہ جب آپ اس کو پاس کرنے کے لیے put کریں گے تو اس بات پر ہمیں oppose کرنا پڑے تو میں خود سمجھتا ہوں کہ یہ نامناسب بات ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں regard کرتا ہوں کہ آپ اس کو oppose کر رہے ہیں اور اس کو defer کروا رہے ہیں but we frankly don't want to defer this anymore. آج اس کو defer نہ کرائیں۔ یہ میری آپ کو request ہے۔اس کے بعد اگر Law Minister کچھ چاہتے ہیں تو ہم اس میں changes لے آئیں گے۔ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

سینیٹر رانا ثناءاللہ خان: نہیں، جناب چیئرمین! آپ مجھے بتائیں یا فرمائیں اس کے ایک دن سے اگر یہ Monday پر چلا جائے تو اس سے فرق کیا پڑے گا؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایک دن کی بات نہیں ہے۔ It's already delayed for months. ہم پچھلے چھ مہینے سے اس پر کام کر رہے ہیں۔

سینیٹر رانا ثناءاللہ خان: ایک دن سے کوئی فرق پڑے گا۔ ایک دن سے کیا فرق پڑے گا؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: فرق یہ پڑے گا کہ it will be further delayed. آپ کیوں اس کو اتنا delay کرنا چاہ رہے ہیں؟ میں آپ سے request کر رہا ہوں کہ میں اس کے بارے میں خود ان سے بات کر لوں گا۔

I will talk to him, I will explain to him and we will amend it if Law Minister needs later.

سینیٹر رانا ثناءاللہ خان: نہیں، جناب چیئرمین! یہ بڑی نامناسب روایت ہو گی کہ Government کی طرف سے اور Law Minister کی طرف سے ایک request ہے کہ آپ اس کو ایک دن کے لیے pend فرمائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایک دن کی بات نہیں ہے۔

سینیٹر رانا ثناءاللہ خان: چلیں آپ ایسا کر لیں کہ Law Minister کا ابھی پتہ کرواتے ہیں کہ If he is in town تو ابھی بلا لیتے ہیں۔آپ سن تولیں۔ جناب چیئرمین! آپ اس کو صرف آدھے گھنٹے کے لیے pend فرمائیں۔ وہ ادھر ہی ہیں ہم ابھی بلا لیتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: رانا صاحب! آپ ضرور ان کو بلوائیں مگر اس کو

I have to proceed, please. I, now, put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: The motion stands passed. Order No. 4, Senator Abdul Qadir Sahib.

Senator Mohammad Abdul Qadir: I, Senator Mohammad Abdul Qadir, on behalf of myself and other Senators move that the proposed substitution of sub-rule (5) of Rule 166 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 2012, be adopted.

Mr. Presiding Officer: I, now, put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: The motion stands passed. Thank you.

رانا صاحب! آپ نے بات کر دی ہے۔ میں نے آپ کی بات کو record کر لیا ہے۔ Senator Faisal Saleem Rehman کا ایک supplementary Agenda ہے۔ جی شہادت اعوان صاحب! آپ lay کریں۔

<u>Presentation of Report of Standing Committee on Interior and Narcotics Control on [The Islamabad Capital Territory (Prohibition of Plastic Book Cover) Bill, 2025]</u>

Senator Shahadat Awan: Sir, I Senator Shahadat Awan, on behalf of Senator Faisal Saleem Rehman, Chairman, Standing Committee on Interior and Narcotics Control, present report of the Committee on the Bill to Prohibit the use of plastic covers on books sold in the Islamabad Capital Territory [The Islamabad Capital Territory (Prohibition of Plastic Book Cover) Bill, 2025]. introduced by Senator Sherry Rehman on 1st December, 2025.

Mr. Presiding Officer: The report stands laid.

Senator Shahadat Awan: Thank you, Mr. Chairman.

Mr. Presiding Officer: There is a Calling Attention Notice on Order No. 5, in the name of Senator Asad Qasim, please raise the matter.

Calling Attention Notice by Senator Asad Qasim regarding the hardships being faced by the people of Balochistan and Sindh due to prolonged daily queues at the Ranger's pickets at the Hub Chowki

سینیٹر اسد قاسم: شکریہ، جناب چیئرمین! گزشتہ دنوں جو ایک افسوسناک واقعہ بلوچستان میں ہوا ہے اس کی جتنی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔اسی سے سر یہ related ایک چھوٹا سا issue ہے جو کافی پہلے ہم نے سوال دیا تھا، اب اٹھایا گیا ہے۔

یہ بلوچستان اور سندھ بارڈر پر رینجرز کی، کسٹمز کی اور ایکسائز کی مشترکہ ایکpicket ہے۔جس کی قطاریں، جس کی لائنیں تقریباً ڈیڑھ سے دو کلومیٹر تک لوگ وہاں کھڑے رہتے ہیں اور اس کی timing فی گاڑی چیک ہونے میں 45 منٹ سے ڈیڑھ گھنٹہ ہے۔

Mr. Presiding Officer: O.k.

سینیٹر اسد قاسم: سر یہ چیک پوسٹ ہے۔ ایک تو ویسے ہی بلوچستان کے حالات آپ کے سامنے ہیں۔ لوگ ویسے ہی تنگ ہیں۔ وہاں پر جو حالات ہیں اورلوگ پریشان ہیں۔لوگ گھروں سے باہر نکل نہیں رہے ہیں۔ کراچی اور سندھ کے اندر جب لوگ آنا چاہتے ہیں۔ کوئی مریض ہے، کوئی بیمار ہے، کوئی ایمبولینس ہےاور کوئی کسی ایمرجنسی میں ہے۔ تو جناب چیئرمین! سندھ بارڈر کے اوپر ان کو ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹہ کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ہم خود آتے جاتے ہوئے۔ ہمیں بھی ان قطاروں میں ڈیڑھ گھنٹہ اپنی باری کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔

جناب چیئرمین! دوسری بات یہ ہے کہ وہیں پر، اسی picket کے ساتھ ایک پل بنا ہوا ہے جو دو دفعہ collapse کرچکا ہے کیونکہ جب ٹریفک کھڑی ہوتی ہے تو ہیوی ٹریفک وہاں اس پل پر کھڑی رہتی ہے دو دو گھنٹے، جس کی وجہ سے سر یہ پل بار بار collapse کر جاتا ہے۔ اس کی مرمت کی جاتی ہے۔جناب چیئرمین! وزیر داخلہ سے میری درخواست ہے کہ اس کے بارے میں کوئی سنجیدہ قدم اٹھائیں۔ یا تو اس کی double lane کریں یا اس کے بارے میں کوئی حل نکالیں۔شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، کون جواب دے گا؟ جی، منسٹر صاحب۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی منسٹر صاحب! آپ بیٹھ جائیں تاکہ سب بول لیں پھر آخر میں جواب دے دیں۔

سینیٹر محمد طلال بدر (وزیر مملکت برائے داخلہ): جناب چیئرمین! پہلے میں جواب دے دوں اس کے بعد پھر باری باری پوچھ لیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کو پھر جواب دینا پڑے گا۔

سینیٹر محمد طلال بدر: کوئی بات نہیں۔ جناب چیئرمین! میں تو بار بار حاضر ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دنیش صاحب! منسٹر صاحب کو جواب دینے دیں۔ توجہ دلاؤ نوٹس پر آپ بحث نہیں کر سکتے۔ یہ نہیں ہو سکتا، نہیں آپ نہیں کر سکتے۔ جی، منسٹر صاحب جواب دیں۔

Senator Muhammad Tallal Badar, Minister of State for Interior

سینیٹر محمد طلال بدر (وزیر مملکت برائے داخلہ): جناب چیئرمین! سب سے پہلے یہ جو آپ کا توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔ میں اس پر تھوڑی سی تفصیل سامنے رکھ دوں۔ ایک تو یہ بالکل lawful ہے۔ رینجرز آرڈیننس 1959 کا سیکشن 6 اجازت دیتا ہے۔

(جاری ہے-----T08)

T08-06Feb2026 Rafaqat Waheed/Ed: Irum 11:40 a.m.

سینیٹر محمد طلال بدر: (جاری ---) رینجرز آرڈی ننس 1959 کا سیکشن 6 اجازت دیتا ہے کہ joint check posts بنائی جا سکتی ہیں۔ اسی طرح کسٹم پاکستان نے request کی ہے کہ anti-smuggling کے حوالے سے SRO 2023 کے تحت رینجرز ہماری مدد کریں۔ اس کے بعد جو صوبائی حکومتیں ہیں دونوں side پر، خاص طور پر اس چوکی میں حکومت سندھ نے یہ پوری چوکی وہاں پر establish

کرکے دی ہے۔ اس کے جو reference اور tasks اور چیک پوسٹ کی باقی چیزیں ہیں، یہ establish کرنے میں حکومت سندھ سے مشاورت کی گئی ہے۔

یہاں پر ہماری کوئی 10 ایسی check posts ہیں جو کہ joint check posts ہیں۔ مختلف جگہ پر ہیں، یہ details بھی میں ہاؤس کے سامنے رکھ سکتا ہوں۔ اس چیک پوسٹ سے خصوصاً 6 ہزار گاڑیاں per day یہاں سے گزرتی ہیں۔ آپ کو law and order کی صورتحال کا اندازہ ہے۔ اس میں anti-smuggling, weapons and ammunition کے حوالے سے یہاں checking کی جاتی ہے۔ اس میں ہمارے پاس بہت ساری intelligence-based reports بھی ہوتی ہیں جس میں وہ certain گاڑیوں میں یا کسی خاص لوگوں کے بارے میں اور آپ نے دیکھا کہ اسی طرح یہاں سے انہی check posts سے ایک خود کش بچی بھی پکڑی گئی تھی جس پر سندھ کے وزیر داخلہ نے ایک پورا presser کیا۔ اس میں یقیناً چھوٹی موٹی دقت اور تکلیف ہو سکتی ہے۔ گزارش یہ ہے کہ اس کو اپنی side پر ٹھیک کرنے کے لیے کہ کوئی misbehave تو نہیں کر رہا، کوئی اپنے اختیارات کا غلط استعمال تو نہیں کر رہا، ایک تو یہ joint check post ہے۔ یہ ذرا سمجھنے کی بات ہے۔ حکومت سندھ کا اس کو establish کرنے میں basic role ہے۔ باقی میں نے آپ کو اس کے laws بھی بتائے ہیں۔

جناب! ہماری ہیلپ لائن 1101 ہے، اسی طرح Whattsapp نمبر 0347-9001111 ہے۔ اس کے ساتھ وہاں پر اسٹاف کو body-cams دیے گئے ہیں۔ انسپکٹر یا اس سے اوپر level کا افسر ہر وقت وہاں ضرور موجود ہوتا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: طلال صاحب! میں بیچ میں آپ کو interrupt کر رہا ہوں۔

I just want to understand, is this a Federal Government’s issue or is this a provincial issue? The Members are of the view that people of Balochistan and Sindh are suffering due to prolonged daily queues of the Rangers’ pickets. So, these Rangers are reporting to you or Govt. of Sindh or Govt. of Balochistan?

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب! یقیناً رینجرز، وزارت داخلہ کو رپورٹ کرتے ہیں لیکن یہ صوبوں کے ساتھ certain positions پر operate کرتے ہیں۔انہوں نے وہاں بلائے ہوتے ہیں۔ جیسے سندھ میں ہے اور اسی طرح بلوچستان میں۔

Mr. Presiding Officer: So, administratively, they are under the province.

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب! بات یہ ہے کہ joint check posts کے حوالے سے رینجرز ہمیں بھی ساتھ رپورٹ کرتے ہیں۔ میں نے آپ سے کہا ہے کہ یہ چیک پوسٹس 10 جگہوں پر قائم کی گئی ہیں۔ چونکہ سوال مجھ سے پوچھا گیا تھا۔ بعض اوقات اگر یہ جواب نہ دیا جائے، صوبوں سے بھی ہم پوچھتے ہیں تو پھر کئی مرتبہ لگتا ہے کہ شاید ہم avoid کر رہے ہیں یا صوبائی اختیارات کہہ کر بچنا چاہ رہے ہیں۔ میں نے ابھی آپ کے سامنے details پیش کی ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں چاہ رہا تھا کہ اگر اراکین کو اس کا کوئی solution تجویز کر دیں۔

سینیٹر اسد قاسم: جناب! انہوں نے کہا کہ ہی check posts, laws کے مطابق بنی ہوئی ہیں، ہم بالکل agree کرتے ہیں لیکن سوال تھوڑا سنیے گا۔ سوال یہ ہے کہ ان check posts کی وجہ سے وہاں جو لوگ مشکلات میں ہیں، اس کا کوئی solution دے دیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ check posts ہٹا دیں۔ آپ کی joint check posts وہاں پر ضرور رہیں لیکن بات یہ ہے کہ وہاں حب چوکی میں ایک bridge ہے جو کہ سندھ اور بلوچستان کو آپس میں connect کرتا ہے، وہ ایک مرتبہ پہلے collapse ہو چکا ہے اسی ٹریفک کی وجہ سے کیونکہ ان چیک پوسٹوں کی وجہ سے ٹریفک ہر وقت کھڑی رہتی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ آپ لوگ اس کا کوئی solution دیں کیونکہ یہ چیز وزارت داخلہ کے under fall کرتی ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ یہاں سے چیک پوسٹیں remove کر دیں، ہم یہ نہیں کہتے کہ یہاں سے joint check post, remove کر کے سب کو آزاد کر دیں۔ ایسا نہیں ہے۔ آپ بے شک checking کریں، double کریں، سختی سے کریں لیکن اس کا کوئی solution دیں۔ چھ لائنیں بنائیں، آٹھ لائنیں بنائیں، نو لائنیں بنائیں تاکہ ٹریفک کا flow چلتا رہے۔ وہاں پر جو heavy traffic کھڑی رہتی ہے، اس کی وجہ سے bridges collapse نہ ہوں اور لوگوں کا نقصان نہ ہو۔ عام آدمی جو اس ٹریفک یا اس چیک پوسٹ کی وجہ سے ایک ایک گھنٹہ خوار ہوتا ہے، اس کا time بچ سکے۔ ہمارا یہ question ہے۔ ہمارا بالکل یہ کہنا نہیں کہ اس چیک پوسٹ کو وہاں سے ہٹا دیں۔

(اس موقع پر سینیٹر شہادت اعوان نے کرسیٔ صدارت سنبھالی)

سینیٹر اسد قاسم: چیئرمین صاحب! یا تو اس معاملے کو کمیٹی میں refer کر دیں تاکہ ہم اس کو زیادہ تفصیل کے ساتھ وہاں پر discuss کر لیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: عبدالقادر صاحب، جان محمد صاحب! گزارش سن لیں۔ بات یہ ہے کہ calling attention کے اوپر صرف mover بول سکتا ہے لیکن چونکہ اسد قاسم صاحب نے ایک اہم معاملہ اٹھایا ہے۔۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: عبدالقادر صاحب اور دنیش صاحب! گزارش سن لیں، بات یہ ہے کہ calling attention کے اوپر صرف mover ہی بول سکتا ہے۔ جان محمد صاحب! اس کا حل یہ نکالتے ہیں، ان کا calling attention ہم dispose of کرتے ہیں جبکہ آپ سے point of order کے اوپر بات کروالیتے ہیں۔ یوں کر لیتے ہیں۔ آپ کی بات ہو جائے گی۔ اس قاسم صاحب! آپ اور کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

سینیٹر اسد قاسم: جناب! مہربانی فرما کر اسے کمیٹی کو refer کر دیں کیونکہ یہ ایک بہت بڑا issue ہے۔ اس پر تمام ممبرز کو بیٹھنا چاہیے، ہمیں اس مسئلے کا solution چاہیے۔ بلوچستان کے تمام اراکین اسی مسئلے کی وجہ سے کھڑے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب! آپ اس point of order کے بارے میں کیا کہنا چاہتے ہیں؟

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب! گزارش یہ ہے کہ میں تو بالکل حاضر ہوں، Interior کے حوالے سے جتنے مرضی ہے آپ سوالات کریں، میں حاضر ہوں لیکن گزارش یہ ہے کہ [***][1] باری باری بات کر لیں۔ ابھی انہوں نے ایک قرارداد pass کی ہے کہ ہم نے سینیٹ کو بڑا مضبوط کرنا ہے، اس کے رولز change کیے ہیں۔ جناب! انہیں یہ رولز بھی سمجھا دیں کہ calling attention پر پہلے ایک ممبر بولتا ہے،

[1] *[Words expunged as ordered by Mr. Presiding Officer.]*

اس کے بعد اس کا جواب دیا جاتا ہے۔ یہاں پر چھ چھ، سات سات اراکین کھڑے ہیں۔ سوالات کے لیے میں حاضر ہوں، جتنی مرضی ہے بحث کروالیں۔

سینیٹر جان محمد: جناب! منسٹر صاحب نے کہاکہ [***]، وہ یہ الفاظ واپس لیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جان محمد صاحب! اس کو expunge کر دیتے ہیں۔ اب چونکہ منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ اس کے اوپر بات کرلیں تو میرے خیال میں اسد قاسم صاحب! اس کو ہم منسٹر کی مرضی سے کمیٹی میں بھیج دیتے ہیں۔ جو دوست وہاں پر جانا چاہیں، وہاں جا کر اس پر بات کر سکتے ہیں۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب! میں گزارش کروں۔ آپ بھی کوشش کرتے ہیں کہ آپ کے سارے سوالات کمیٹی کو چلے جائیں۔ جناب! میں حاضر ہوں، اگر ان کی تسلی نہ ہو تو پھر بات ہے۔ جناب! یہ بڑی کمیٹی ہے یا وہ بڑی کمیٹی ہے۔ یہ پورا ہاؤس ہے جبکہ وہاں پر selected چھ، آٹھ یا دس لوگ بیٹھے ہیں۔ ایک معزز رکن اٹھتے ہیں اور ساتھ ہی کہتے ہیں کہ کمیٹی کو بھیج دیں۔ گزارش یہ ہے کہ میں پورے ہاؤس کو کمیٹی سمجھ کر جواب دے رہا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب! گزارش یہ ہے کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ جو calling attention ہے، اس پر خالی mover بول سکتا ہے لیکن آپ خود offer کر رہے ہیں اپنے دوستوں کو کہ اس معاملے پر بولیں۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب! میں بحث کے لیے کہہ رہا ہوں، کمیٹی کے لیے نہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: لیڈر آف اپوزیشن کھڑے ہیں، پہلے ان کو سن لیتے ہیں۔

سینیٹر راجا ناصر عباس: جناب! آپ کا بہت شکریہ۔ چونکہ نماز جمعہ کا وقت بھی ہو جائے گا اور یہ سلسلہ چلتا رہے گا، میں آپ کی توجہ ایک بنیادی مسئلے کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ ریاست اور عوام کے متقابل حقوق ہوتے ہیں۔ حکمرانوں نے ان متقابل حقوق کا خیال رکھنا ہے، facilitate کرنا ہے تاکہ لوگوں کو ان کے rights ملیں۔ جب حکومت آئے اور ان کے بنیادی حقوق جو آئین میں بھی دیے گئے ہیں اور پوری

دنیاکے اندر رائج ہیں، ان کو violate کرے اور ان کو وہ حق نہ دے، وہ چیختے رہیں، چلاتے رہیں لیکن اس پر کوئی اثر نہ ہو۔ کیا اس صورت میں حکومت کی legitimacy باقی رہتی ہے کہ جب عوام کی اکثریت کے حقوق ہی ان کو نہ دیں، مشکلات کھڑی کریں۔ میری گزارش یہ ہے، مجھے ایک سوال کا جواب دیں۔ (جاری-----T09)

T09-6Feb2026 Abdul Razique/Ed: Irum 11:50 a.m.

سینیٹر راجا ناصر عباس : (جاری ----) مشکلات کھڑی کریں۔ میری ایک گزارش ہے اور میرے ایک سوال کا جواب دیں کہ کیا پولیس کو حق ہے کہ پرامن مظاہرین کو ڈنڈوں سے مارے، ان کی گاڑیوں کے شیشے توڑے اور انہیں اٹھا کر تھانوں میں بند کریں۔ کیا وزیر قانون صاحب اوروزیر داخلہ صاحب کی یہ ذمہ داری نہیں کہ اگر کوئی غیر قانونی اور غیر آئینی حرکت ہوتی ہے تو اس کا راستہ روکیں۔ ہم آج کتنے دنوں سے چلا رہے ہیں۔ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ فرعون پر بھی ظلم نہیں ہونا چاہیے۔ ظلم کسی پر بھی نہیں ہونا چاہیے۔ ظلم کیا ہوتا ہے کہ جب آپ کسی کو اس کا حق نہیں دیتے اور اس کے rights violate کردیں۔ حکومتیں ہیں ہی اسی لیے کہ وہ لوگوں کو ان کا حق دیں اور لوگ متقابل ریاست کے حقوق بھی انجام دیں اور اس پر عمل کریں۔ اس وقت پورے پاکستان میں اور دنیا میں ہم چیخ رہے ہیں، چلا رہے ہیں کہ عمران خان صاحب پاکستان کا ایک معزز شہری ہے، سابق Prime Minister ہیں، ایک قیدی ہے اور اس کے کچھ حقوق ہیں جو violate ہو رہے ہیں۔ آپ یہاں موجود ہیں۔ سارے قانون ساز یہاں موجود ہیں۔ خالی قانون بنانا کافی نہیں ہوتا بلکہ قانون کی implementation ہونی چاہیے اور اس پر عمل بھی ہونا چاہیے ورنہ اس کا فلسفہ ہی ختم ہو جاتا ہے۔ پہلے کہا گیا کہ عمران خان صاحب بیمار ہی نہیں ہیں۔ جناب، آپ خود ایک وکیل ہیں۔ کیا جیل کے اندر جو قیدی موجود ہوتے ہیں، ان کے کچھ rights نہیں لکھے ہوئے اور کیا یہ نہیں لکھا ہوا کہ جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی فیملی کے ساتھ رابطہ کرنا چاہیے اور ان کو on board لینا چاہیے۔ یہ ان کے بنیادی حق ہیں۔ پہلے کہا گیا کہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہوا اور انہیں PIMS نہیں لایا گیا۔ پانچ گھنٹے بعد کہا گیا کہ انہیں لایا گیا ہے۔ اب ان کی صحت کے بارے میں ہمارے سخت concerns ہیں۔ ہم آپ کے ساتھ یہاں قانون سازی میں ساتھ ہیں اور ابھی ہم نے ووٹ دیا ہے۔ ابھی ہمارے اپوزیشن کے دوست جو مل کر ایک بل لائے تھے، ہم نے اس کے حق میں ووٹ دیا کیونکہ ہم سب یہاں موجود ہیں۔

جناب، کیا یہ تقاضا نہیں کہ ہم تکلیف میں ہوں اور ہمارے دوست یہ پوچھیں کہ ہم آپ کے لیے کیا کر سکتے ہیں اور آپ کی کیسے مدد کر سکتے ہیں۔ اس طرح سے تو ایوان نہیں چل سکتا اور یک طرفہ ٹریفک نہیں چل سکتی۔ اسی لیے میری گزارش یہ ہے کہ ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں یہ عمران خان صاحب کا اور ان کی فیملی کا بنیادی حق ہے اور یہ ان کو دیں۔ آخر ان کے ساتھ ملاقات کرنے سے کیا ہو جائے گا؟ اگر ڈاکٹر چیک کر لیں گے تو کیا ہو جائے گا؟ میں واقعتاً متقابل بات نہیں کرنا چاہتا لیکن مجھے بتائیں کہ ایک ہمارے بزرگ اور بڑے سیاست دان جب بیمار ہوئے تھے، کیا انہیں علاج کی خاطر پاکستان سے باہر نہیں بھیجا گیا اور کوشش نہیں کی گئی۔ کیا وہ جیل میں نہیں تھے؟ میری گزارش یہ ہے کہ سیاست دانوں کو ایک دوسرے کو تباہ نہیں کرنا چاہیے اور ایک دوسرے کو کمزور نہیں کرنا چاہیے۔ خدا کے لیے انہیں ان کے بنیادی حق دیں۔ نہ کسی سے ڈریں اور نہ کسی سے خوفزدہ ہوں۔ ان سے نہ ان کے وکلاء، ڈاکٹروں، وزیر اعلیٰ اور نہ ہی فیملی کو ملنے دیا جا رہا ہے۔ یہ قانون یہاں ہی بنے ہیں اور یہیں سے پاس ہوئے ہیں۔ کیا ان کی کوئی حرمت نہیں ہے۔ میں پھر وہ جملہ دہراتا ہوں۔ ہمارے ایک استاد بہت بڑے فلسفی تھی۔ وہ کہا کرتے تھے اگر کوئی ٹریفک کی red light driving کے دوران cross کرے تو اسے روکو اور چیک کرو کہ کیا وہ اندھا ہے یا پاگل ہے۔ اس نے قانون کو اتنا گھٹیا اور پست کیوں سمجھا ہے اور اسے پاؤں تلے کیوں روندا ہے۔ جب قانون اپنی حرمت کھو بیٹھتا ہے، rights نہیں ملتے ہیں تو حکومتوں کا فلسفہ وجودی ختم ہو جاتا ہے اور پھر حکومتوں کے وجود کی کوئی وجہ نہیں باقی رہتی۔

جناب، اب اس وقت صورتحال یہ ہے۔ ہم نے announce کیا کہ ہم 8 فروری کو احتجاج کریں گے اور کہا ہے اس دن یوم سیاہ ہوگا۔ لوگ گھروں میں بیٹھے ہیں اور انہیں اٹھا رہے ہیں۔ ہم نے نہیں کہا کہ ہم زبردستی ہڑتال کرائیں گے۔ ہم نے نہیں کہا کہ زبردستی ٹریفک کو بند کریں گے۔ ہم نے یہ نہیں کہا کہ کوئی راستہ بند کریں گے۔ ہم نے یہ openly نہیں کہا تو ان کو کیوں گھروں سے اٹھایا جا رہا ہے اور کیوں ظلم ہو رہا ہے۔ کیوں ان کی بنیادی انسانی حقوق پامال ہو رہے ہیں۔ اگر ملک میں healthy political activities کی اجازت دیں گے تو ملک کی soft power میں اضافہ ہوگا اور ملک کا امیج دنیا میں اچھا ہوگا۔ اگر ہم ماریں گے، اٹھائیں گے، تنگ کریں گے تو یہ فاشزم میں تو ہو سکتا ہے لیکن ایک مہذب جمہوری ملک میں نہیں ہو سکتا۔ اس دن بھی میں نے کہا تھا لیکن مجھے کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ پارلیمنٹ سے ہمارے دو سینیٹر اور آپ کے بھی دو سینیٹر وہاں چلے جائیں اور ان کے ساتھ مل لیں۔ ان کے ڈاکٹروں کو کوئی سہولت دے دیں۔ پورے پاکستان اور اکثریت کو اس وقت آپ نے پریشان کر کے رکھا ہوا ہے۔ لوگوں کو heal کرنے

کی ضرورت ہے۔ لوگوں کو مہنگائی کے مسائل ہیں، روزگار کے مسائل ہیں اوران کی بنیادی انسانی مشکلات ہیں۔ لوگ دن بدن غربت کی طرف جارہے ہیں۔ اس وقت heal کرنے کی ضرورت ہے اور ہم انہیں stress and depression میں ڈالیں اوران کے لیے مشکلات کھڑی کریں۔ ضروری ہے کہ ہمیں کوئی تو جواب آئے۔ کوئی تو ہمیں بتائیں کہ وہ کیا کر سکتے ہیں۔ آخر ہم یہاں چیختے رہیں گے اور وہ نہیں سنیں گے۔ ہم reforms کے لیے جدوجہد کریں گے اور reforms, Parliament کے ذریعے ہو سکتی ہیں۔ پارلیمنٹ یہ کب کر سکتی ہے جب وہ طاقت کا سرچشمہ ہو۔ پارلیمنٹ کو irrelevant کرنا میرے خیال میں یہ بھی عقلانا کام نہیں ہے۔ ہمارے ہزار اختلافات اور گلے ہو سکتے ہیں۔ ہماری دشمنی نہیں ہے۔ سیاست کو دشمنی میں تبدیل کرنا سیاست، ملک اور عوام کے ساتھ یہ ایک ظلم ہے۔ میری گزارش ہے کہ please آپ کوئی order pass کریں۔ ہمیں کہا گیا کہ جو ٹرائل کورٹ ہے، آپ وہاں چلے جائیں۔ بھائی، اب کیا ان کے ڈاکٹروں سے ملنے کے لیے بھی ٹرائل کورٹ جائیں۔ یہ ان کا بنیادی حق ہے اور یہ کیوں نہیں بتایا گیا۔ لوگ پریشان ہیں۔ ان کے گھر والوں کو ملاقات نہیں کرنے دے رہے۔

جناب، میرے خیال میں سیاست دانوں کو سیاست سے اور بیان دینے سے محروم کرنا، یہ بھی ظلم ہے۔ میں نے وہ سارا پڑھا ہے۔ بے نظیر بھٹو صاحبہ کو 24 سال کی عمر میں بند کیا گیا۔ ان کے حقوق پامال ہوئے۔ وہ کس، کس جیل میں رہیں۔ یہ سب میں نے پڑھا ہے۔ بعض لوگوں سے بھی ملا ہوں جو انہیں گرفتار کرنے میں شریک تھے۔ کیا ہوا، وہ سارا مجھے پتا ہے۔ وہ کتنا ظلم ہوا تھا۔ سارے ظلم کا راستہ کہیں روکنا پڑے گا۔ عمران خان پاکستان کے سابق Prime Minister ہیں۔ اگر کوئی یہ سوچتا ہے اور خدانخواستہ بعض دوست یہ باتیں کرتے ہیں میں اپنے نمبر بڑھانا چاہتا ہوں تو اگر نواز شریف صاحب کے ساتھ ایسا ہوتا تو میں ان کے حق میں بولتا۔ اگر کسی کے ساتھ بھی ہوتا تو میں اسے کے حق میں بولتا۔ مظلوموں کی حمایت میں pick and choose نہیں ہو سکتا۔ رانا ثناء اللہ صاحب یہاں موجود ہیں۔ وزیر داخلہ صاحب ہیں۔ جناب طارق فضل چوہدری صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے ہماری مدد کی جائے۔ یہ ہمارا اور عمران خان صاحب کا حق ہے۔ ان کی پارٹی کا اور ہم سب کا حق ہے۔ ہم وہاں ان سے جا کر ملیں گے۔ خدانخواستہ پاکستان کو توڑنے کے لیے نہیں بلکہ پاکستان کو بچانے کی بات کریں گے۔ حکومت کے اختیارات ہوتے ہیں لہٰذا مہربانی کریں۔ آپ انہیں order کریں اور یہ ہماری request بھی ہے تاکہ اس مسئلے سے ہم نکلیں اور آگے بڑھیں۔

پاکستان کو سیاسی بحران، معاشی بحران اور امن وامان کے بحران میں الجھائے رکھنے سے بہتر ہے کہ ہم یہاں کوئی discussion کریں۔ یہاں بیٹھ کر بات کریں اور ہر لحاظ سے بات کریں۔ Irrelevant نہ ہوں۔ اگر یہ ایوان irrelevant ہو گیا پھر reform کے راستے بند ہو جائیں گے اور لوگ خود اپنا راستہ اختیار کریں گے، شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ، راجا صاحب۔ بیشتر اس کے کہ منسٹر صاحب جواب دیں، میرے خیال میں جو Calling Attention Notice ہے، پہلے اسے dispose of کردیں اور اس پر دوستوں کی بات بھی سن لیں۔ میں ایک اعلان کرنا چاہوں گا۔ محترمہ زلیخا مندوخیل صاحبہ جو وزیراعلی بلوچستان کے سابقہ پارلیمانی کوآرڈینیٹر ہیں، ایوان میں موجود ہیں۔ ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، جناب عبدالقادر صاحب۔ آج جمعہ بھی ہے تو صرف دو منٹ لیجیے گا۔

<u>Senator Mohammad Abdul Qadir</u>

سینیٹر محمد عبدالقادر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں منسٹر صاحب کو یہ کہہ رہا تھا کہ ہمارا اور حکومت کا کام ضرور لوگوں کی حفاظت بھی ہے اور سمگلنگ کو روکنا بھی ہے اور سندھ۔بلوچستان باڈر کے علاوہ بلوچستان کے جو international borders ہیں، وہاں پر بھی لوگوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ وہ جو مشکلات ہیں،ان کی اطلاع upper level پر یعنی Minister and Secretary level یا فرض کریں کہ اگر ایف سی کہیں تعینات ہے تو ان کے جنرل کے level پر نہیں پہنچتی ہیں اور وہاں پر سب اچھے کی رپورٹ دی جاتی ہے۔ آپ یقین کریں کہ جو نیچے کے لوگ ہیں، ایک طوفان بد تمیزی ہے اور لوگوں کے ساتھ misbehave کرنے کا رویہ ہوتا ہے۔ اچھا نہیں لگتا کہ وہاں پر چھوٹے چھوٹے issues پر لوگوں کو blackmail کرکے financial benefits یا مختلف قسم کی چیزیں کی جاتی ہیں۔ میں صرف یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں اپنے اور حکومت کا image ٹھیک کرنے کے لیے اور لوگوں کو ریلیف دینے کے لیے ٹیکنالوجی کا سہارا لینا چاہیے۔ دیکھیں آج کل کے دور میں means and ways اور لوگوں کی commute کرنے کا جو time ہے، یہ economy اور لوگوں کی convenience کا بھی حصہ ہے اور لوگوں کی اس سے

frustration and problems پیدا ہوتی ہیں۔ گرمیوں کے دنوں میں لوگ گھنٹوں دھوپ میں کھڑے رہتے ہیں اور سردی کے دنوں میں لوگ سردی میں کھڑے رہتے ہیں۔ Again میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جو borders ہیں چاہے وہ صوبائی borders ہیں یا international borders، وہاں پر اتنی شدید مشکلات ہیں اور اتنی زیادہ کرپشن ہو رہی ہے کہ آپ سوچ نہیں سکتے۔ میری منسٹر صاحب سے درخواست ہے کہ اگر وہاں high level cameras لگائے جاتے ہیں، وہ لگائے جائیں۔۔ (جاری۔۔۔۔T10)

T10-6Feb2025 Naeem Bhatti/ED: Irum 12:00 noon

سینیٹر محمد عبدالقادر: (جاری۔۔۔) وہاں اتنی شدید مشکلات ہیں اور اتنی زیادہ corruption ہو رہی کہ آپ سوچ نہیں سکتے۔ وزیر صاحب سے میری درخواست ہے کہ وہاں high level cameras لگائے جائیں، کہیں ان کے command centres ہوں، ان لوگوں کو observe کیا جائے تاکہ حکومت کا نام بھی بہتر ہو اور لوگوں کو convenience بھی ہو۔ جناب والا! دوسری چیز، ایوان کے ممبران نے دستخط کرکے۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: عبدالقادر صاحب! اس کو بعد میں لے لیجیے گا، جمعے کا وقت بھی ہے۔ اس calling attention notice کو dispose off ہونے دیں۔ اس کے بعد آپ کو وقت دیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی بلیدی صاحب۔

Senator Jan Muhammad

سینیٹر جان محمد: جناب چیئرمین! جس طرح ہمارے دوستوں نے بات کی، بات بڑی simple ہے کہ جب آپ بلوچستان سے کراچی میں داخل ہوتے ہیں تو حب چوکی پر بنی check post لوگوں کو کس قدر تنگ کرتی ہے، اس کے بارے میں سینیٹر صاحب نے بات کی، میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک گاڑی یا بس اپنے passengers کو لے کر جب کوئٹہ سے نکل کر حب پہنچتی ہے، وہ کتنی check posts cross کرکے پہنچتی ہے؟ تربت سے جو گاڑی آتی ہے، تین check posts ایسی ہیں جہاں گھنٹوں انہیں انتظار کرنا پڑتا ہے، ہر بس کو دو سے تین گھنٹے لگتے ہیں، خواتین، بچے اور دوسرے مسافر انتہائی مشکل صورت حال میں سڑک پر بیٹھے رہتے ہیں کہ کب ان کا نمبر آئے گا اور check post سے نکلیں گے۔ جناب والا! تربت سے نکلتے ہوئے پہلی check post Army کی ہے، کسی اور کی نہیں ہے، Talar

Check Post پر سب کو entry کروانی پڑتی ہے، لوگوں کی entry, گاڑیوں کی entry, ایک ایک آدمی کو دیکھنا، اس کے بعد انہیں روانہ کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد پسنی میں Badok Check Post ہے، یہاں تقریباً آدھے گھنٹے سے زیادہ کا وقت لگ جاتا ہے۔ جب وہاں سے روانہ ہوتے ہیں تو ایک اور عذاب ہے، یعنی ہم بلوچستان کی صورت حال کے لیے جو روتے ہیں، آپ پھر Hingol Coast Guards Check Post پر آتے ہیں، وہاں بیک وقت ڈیڑھ ڈیڑھ سو بسیں دونوں اطراف رکی ہوئی ہوتی ہیں اور انہیں check کیا جارہا ہوتا ہے۔ سارے لوگ بے چارے عذاب میں ہیں، وہاں سے یہ لوگ مشکل سے گزرتے ہیں۔ اس کے بعد آپ سونمیانی پر آتے ہیں، وہاں سب سے بڑی check post ہے جہاں کوئٹہ سے آنے والوں کو بھی check کیا جاتا ہے، تربت سے آنے والی گاڑیوں کو بھی check کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات کراچی سے جانے والی گاڑیوں کو بھی راستہ نہیں ملتا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر صاحب! آپ suggestion دیں۔

سینیٹر جان محمد: جناب والا! آپ بتائیں کہ ایک سڑک پر چھ، سات check posts ہیں اور تین check posts تو ایسی ہیں جہاں گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اس کے بعد چوتھی check post حب چوکی والی ہے۔ اگر smuggling ہو رہی ہے تو پہلی والی check post پر روکیں، دوسری پر روکیں، ایک ہونی چاہیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر صاحب! اس پر وزیر صاحب جواب دیں گے۔ دنیش کمار صاحب! آپ کو موقع دینے سے پہلے میں ایک announcement کرنا چاہتا ہوں۔ This House welcomes the students and faculty members of the Future Pakistan who are sitting in the Visitors’ Gallery. جی جناب۔ میں نے سینیٹر صاحبان کو گزارش کی ہے۔ آپ دنیش کمار صاحب کی بات سن کر آپ جواب دے دیجیے گا۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب والا! انہوں نے میری بات کر دی، میں دہرانا نہیں چاہتا، میں بسنت پر بات کرنا چاہتا ہوں، اس کے لیے مجھے دو منٹ دے دیجیے گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وزیر صاحب کے بعد۔ جی وزیر صاحب۔

Senator Muhammad Tallal Badar (Minister of State for Interior)

سینیٹر محمد طلال بدر (وزیر مملکت برائے داخلہ): جناب والا! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس طرح کی check posts سے گزرنے والوں کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن security کے جو معروضی حالات ہیں، اس میں یہ joint check posts لوگوں کی security کے لیے ہی بنائی جاتی ہیں۔ میں آپ کو ان 10 check posts کی details دے سکتا ہوں کہ کس طرح کے wanted اور اسی طرح smuggling کے حوالے سے لوگ وہاں گرفتار ہوئے۔ ابھی سینیٹر صاحب نے کہا کہ وہاں پر لوگوں کو تکلیف ہے اور ہمیں AI or technology سے مدد لینی چاہیے، میں نے کہا تھا کہ تمام اہلکاروں پر body cam ہیں، cameras کے ساتھ surveillance ہے۔ اس کے علاوہ helpline ہے، اس کے ساتھ WhatsApp کی بھی helpline, ان پر کوئی بھی شکایت آئے ہم ان کی inquiry کرتے ہیں۔ لوگوں کی تکلیف میں کمی اور آسانی پیدا کرنے کے لیے اس proposal کو صوبے کو بھیج دیتے ہیں کیونکہ سندھ حکومت نے ہمیں یہ چوکی قائم کرکے دی ہے۔ اس کے علاوہ جو joint check posts ہیں، ہم ان سے بھی گزارش کرتے ہیں۔ Rangers کے حوالے اور لوگ چاہییں ہوں گے، وہ ہم provide کریں گے، باقی facilities میں اضافہ کرنا کہ وہاں جس طرح یہ کہہ رہے ہیں کہ آٹھ، دس یا اس سے زیادہ posts ہوں تاکہ لوگ آسانی سے گزر سکیں۔ ہم حکومتِ سندھ سے گزارش کریں گے کہ چونکہ یہ post انہوں نے قائم کرکے دی ہے، انہوں نے construct کرکے دی ہے اور وہی facilitate کر رہے ہیں، وہ اس پر مزید کام کریں، ہم M/O Interior کے حوالے سے اس میں ضرور add کریں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ، چونکہ جب یہ calling attention take up ہوا تھا تو اس وقت میں نے mover کی موجودگی میں کہا تھا کہ یہ important issue ہے اور اسے کمیٹی میں بھیج دیں، اس پر جو دوست بات کرنا چاہیں وہ کرلیں۔ اس وقت چونکہ mover نہیں ہے، اس پر کوئی دوست مزید suggestion دینا چاہے تو وہ کمیٹی میں دے دے۔ جو بھی دوست کمیٹی میں جانا چاہیں، وہ جا سکتے ہیں۔ دنیش صاحب! آپ کو بالکل notice آئے گا۔

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب والا! آپ جیسے ہمیں حکم کریں گے، ہم حاضر ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی کامران مرتضیٰ صاحب۔

Point of Public Importance raised by Senator Kamran Murtaza regarding the Basant festival celebrations in Punjab.

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب والا! بلوچستان کے بارہ، چودہ شہروں میں جو واقعہ ہوا، جس میں شہری مارے گئے، ہمارے جوان بھی شہید ہوئے، دہشت گرد بھی مارے گئے۔ کسی زمانے میں یہ ہوتا تھا کہ خدانخواستہ کسی ہمسائے کے ہاں کوئی دکھ کا واقعہ ہو جاتا تو اگر آپ کے ہاں کوئی خوشی ہوتی تو اس کو آپ postpone کر دیا کرتے تھے۔ الحمدللہ پنجاب میں بسنت منائی جا رہی ہے، لوگ بلوچستان میں مر رہے ہیں اور پنجاب میں اعلان ہوا اور رات بارہ بجے سے بسنت کی کارروائیاں شروع ہو چکی ہیں، یہ جشن منایا جا رہا ہے۔ بلوچستان میں اسے بہت تکلیف کے ساتھ دیکھا جا رہا ہے اور آپ سے بھی اس بات کا تعلق ہے کہ میں نے کل شاید مرتضیٰ وہاب صاحب کی statement دیکھی ہے، انہوں نے بھی گل پلازہ کے بعد بسنت منانے کا اعلان کر دیا ہے۔ یہ ہماری لاشوں پر، ہمارے امن پر، ہماری تباہی پر پہلے پنجاب میں بسنت کا تین روزہ جشن منا لیجیے، آپ نے چار، پانچ دنوں کی چھٹیاں بھی کر دی ہیں، اس کے بعد صوبہ سندھ میں بھی یہی کام کر لیجیے گا، بلوچستان والے اس بات پر خوشی کا اظہار کرنا چاہ رہے تھے تو ہم نے کہا کہ جو بسنت منائی جا رہی ہے اور جو بسنت منائی جائے گی، اس پر ہم آپ کو مبارکباد دیتے ہیں کہ آپ نے بہت اچھا تہوار منایا ہے یا منائیں گے، دنیش کمار سے معذرت کے ساتھ کہ یہ دیوالی ہمارے گھروں کے جلنے پر منائی جا رہی ہے۔ شکریہ۔

(جاری۔۔۔۔۔T-11)

T11-06FEB2026 Taj/Ed. Waqas 12:10 p.m.

سینیٹر کامران مرتضیٰ: (جاری۔۔۔) اس پر ہم آپ کو مبارک باد دے دیں کہ آپ نے بہت اچھا تہوار منایا ہے یا منائیں مگر دنیش سے معذرت کے ساتھ، کہ یہ دیوالی ہمارے گھروں کے جلنے پر منائی جا رہی ہے۔ آپ کا بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی طلال صاحب۔

Senator Muhammad Tallal Badar, MoS for Interior and Narcotics Control

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب! سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ دہشت گرد تو یہی چاہتے ہیں کہ پاکستان کو ایک normal state کی بجائے abnormal state بنا دیں۔ یہاں پر کوئی sports نہ ہوں۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب! اگر جواب نہیں سنیں گے تو پھر میں انہیں بولنے نہیں دوں گا۔

Mr. Presiding Officer: Order in the House, please.

سینیٹر محمد طلال بدر: جناب! گزارش یہ ہے کہ دہشت گرد تو چاہتے یہ ہیں کہ اس ملک میں نہ کرکٹ ہو، نہ sports ہوں، نہ کوئی وفود آئیں، نہ کوئی یہاں پر کانفرنس ہو اور نہ یہاں پر کوئی میلے ٹھیلے ہوں۔ جناب! گزارش یہ ہے کہ پنجاب پر کوئی بات کرنے سے پہلے ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ پنجاب سے زیادہ ہم پنجابی بلوچستان سے محبت کرتے ہیں۔ ہماری کوئی ایسی گلی، محلّہ نہیں ہے جہاں پر ان کا کاروبار یا عزیزداری یا دوستی نہ ہو۔ این ایف سی کا اپنا ایک فیصد تاریخی طور پر settle کرنے کے لیے بلوچستان کو کسی صوبے نے نہیں دیا، پنجاب نے دیا ہے۔ پنجابیوں کے کارڈ دیکھ دیکھ کر وہاں پر ہم لاشیں وصول کرتے ہیں لیکن ہم پاکستانی ہیں، ہم نے کبھی بلوچی، پنجابی نہیں بننا۔ جناب! یہ پاکستان کی جنگ ہے اور دہشت گرد یہی چاہتا ہے۔ دہشت گردی کو شکست اسی طرح ہو گی کہ ہم اپنے تہوار بھی، اپنی routine بھی اپنی writ of the state اور باقی چیزیں side by side چلائیں۔ کسی ایک event کو جوڑ کر ہم یہاں پر پھر ایک مرتبہ تنفر کر رہے ہیں، بلوچی، پنجابی بن کر پاکستان اور پاکستانیت کی نفی کر رہے ہیں کہ یہ تہوار ہو رہا ہے۔ کمال کرتے ہیں۔۔۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ، منسٹر صاحب۔ Order in the House, please.

سینیٹر محمد طلال بدر: کیا وہ لاشیں جو ہم روز اپنے کندھوں پر اٹھا کر، وہ ہمارے پنجابی بھائیوں کو جو کارڈ دیکھ کر مارتے ہیں، جناب! کبھی ہمارے منہ سے کوئی بات سنی۔ گزارش یہ ہے ہمیں دہشت گردوں کی زبان نہیں بولنی۔ ہم نے پاکستانی بننا ہے۔ ہم یہ میلے ٹھیلے اور اس بسنت میں پاکستان کا ہر فرد ہے، یہ نہیں ہے کہ صرف لاہور منا رہا ہے، پورا پاکستان منا رہا ہے۔۔۔

(مداخلت)

Mr. Presiding Officer: Qadir Sahib, please, we have to complete the agenda. Item on Order No. 6 is deferred on the request of mover and, moreover, the Minister is not available.

سب کو موقع ملے گا۔ منسٹر صاحب کو سن لیں۔ جناب! رانا صاحب کو بولنے دیں۔ سواتی صاحب! ان کی بات سن لیں، بالکل آپ کو موقع ملے گا۔ ہم بیٹھیں گے، آپ کے کہیں گے تو نماز کے بعد بھی آئیں گے۔ آپ کو موقع ملے گا۔ جی۔

Senator Rana Sana Ullah Khan (Adviser on Political Affairs)

سینیٹر رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! سواتی صاحب اور ایمل ولی صاحب، دونوں صاحبان جو بات کریں گے، میں ان کو بھی respond کر دوں گا لیکن جو بات اب تک ہو چکی ہے اس کے متعلق آپ مجھے موقع دیں، میں مختصراً بات کروں گا۔ جو بات کامران مرتضیٰ صاحب نے کی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی نامناسب اور زیادتی کی بات ہے کہ پنجاب میں ایک تہوار ہے، اسے جشن سے تعبیر کرنا کہ جی کوئی جشن منایا جارہا ہے۔ اس واقعے سے ہفتوں، مہینوں پہلے اس کا اعلان کیا گیا تھا۔ اس کے متعلق لوگوں نے اپنے طور پر وہ تیاری، مہمان داری کا سلسلہ کیا ہوا ہے۔ اس کو اس طرح سے تعبیر کرنا کہ جی بلوچستان کی اس صورت حال پر اس کو جشن سے تعبیر کرنا، یہ بالکل مناسب بات ہے۔

قائد حزب اختلاف، راجا ناصر عباس صاحب نے جو بات کی ہے۔ انہوں نے خود ہی یہ فرمایا ہے کہ اگر کوئی ٹریفک کی red light cross کرے، اسے توڑے تو اسے پوچھا جانا چاہیے چاہے وہ اندھا کیوں نہ ہو، پاگل کیوں نہ ہو۔ معاملہ یہ ہے کہ اندھا اور پاگل گاڑی کیسے چلا رہا تھا، اس کا جواب تو خیر وہ خود ہی دیں گے۔ میں یہ عرض کروں کہ اگر کوئی قانون کو توڑتا ہے تو پھر اس کو پوچھا جانا چاہیے۔

ملاقات کا معاملہ جو روز اٹھاتے ہیں، روز اس کے اوپر بات کرتے ہیں۔ کیا وہ پٹیشن اسلام آباد ہائی کورٹ میں زیر تجویز نہیں تھی؟ اس پٹیشن کو dispose of کرنے کے لیے ان کے سیکرٹری جنرل راجا سلمان اکرم نے وہاں پر کوئی statement record نہیں کروائی؟ کیا اس عدالت نے ملاقات کو regulate نہیں کیا کہ فلاں دن family ملے گی، فلاں دن وکلاء ملیں گے۔ ملاقات کے بعد یہ یہ events نہیں ہوں گے۔ معاملہ یہ ہے کہ جب آپ نے عدالت میں اس معاملے کو regulate کیا، آپ کی پٹیشن تھی، وہاں پر آپ نے statement record کروائی۔ آپ نے وہاں پر وعدہ کیا کہ یہ ہمارا حق ہوگا، یہ ہماری obligation ہوگی، یہ ہماری ذمہ داری ہوگی۔ اس کے بعد آپ نے اس ذمہ داری کو نہیں نبھایا۔ آپ نے قانون کی خلاف ورزی کی اور اس وجہ سے اگر اس پر پابندی لگی ہے تو آپ دوبارہ اس عدالت جائیں۔ آپ وہاں پر کیوں پٹیشن دائر نہیں کرتے؟ آپ کیوں contempt of court میں نہیں جاتے کہ ہم نے تو پوری طرح سے عمل کیا ہے، دوسری طرف سے عمل نہیں ہو رہا۔

انہوں نے کہا کہ گرفتاریاں ہو رہی ہیں اور پرامن احتجاج ہے۔ اس جماعت کا ریکارڈ پرامن احتجاج کا ہے؟ نو مئی کو پرامن احتجاج ہوا تھا؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب! آپ باہر جا کر ٹیلی فون پر بات کریں۔ جی۔

سینیٹر رانا ثناءاللہ خان: 26 نومبر کو انہوں نے پر امن طریقے سے کیا تھا؟ معاملہ یہ ہے کہ پہیہ جام ہڑتال کس طرح سے پر امن ہو سکتی ہے، یہ ذرا ہمیں سمجھا دیں۔ پہیہ جام ہڑتال بذات خود ایک violence ہے اور اس violence کی انہوں نے call دی ہوئی ہے۔ راجا صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ سیاست کو دشمنی میں نہ بدلیں۔ راجا صاحب! کسی دن آپ یہیں پر debate رکھیں، یہیں پر اس بات کا فیصلہ کر لیں کہ سیاست کو دشمنی میں کس نے بدلا ہے۔ سیاست کو گالی میں کس نے بدلا ہے۔ سیاست کو بے حسی، توہین اور گالی گلوچ میں کس نے بدلا ہے۔جب آپ بیج بوئیں اور جب فصل تیار ہو جائے تو پھر وہ کاٹنی تو پڑتی ہے۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ، منسٹر صاحب۔ جناب اعظم سواتی صاحب۔ جناب! ممبران بات کریں گے اور چونکہ جمعہ بھی ہے۔۔۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: راجا صاحب! میری گزارش ہو گی کہ ممبران آپ ہی کے دوست ہیں، دو دو باتیں سن لیں، پھر اس کے بعد آپ تفصیل سے wind up کرلیں۔ قادر صاحب! آپ بول چکے ہیں۔ مجھے پتا ہے آپ کو urgency ہے۔ اعظم سواتی صاحب کو بولنے دیں۔ جی سواتی صاحب۔

Senator Muhammad Azam Khan Swati

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: بہت شکریہ، جناب چیئرمین! جو باتیں قائد حزب اختلاف نے اس قابل قدر ایوان میں کیں اور جو رانا ثناء اللہ صاحب نے پچھلے اجلاس میں کیں، میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہمارا مستقبل ہے۔ وہ اس ایوان کا مستقبل ہے۔ وہ اس ایوان کی قدروں کا امین ہے اس لیے کہ اس وقت ملک کا سب سے بڑا لیڈر عمران خان کی صحت کے حوالے سے انتہائی تشویش ناک حالات پیدا ہو چکے ہیں۔ پاکستان کا سب سے قابل قدر، سب سے بڑا لیڈر ہے۔ ہم نے اسی طرح، جس طرح راجا صاحب نے کہا، کہ ملک کے ایک بڑے سیاسی لیڈر کے لیے کابینہ کے اجلاس میں دعا کی اور میں خود وہاں پر موجود تھا۔ رانا صاحب! جس طرح آپ نے پچھلی مرتبہ یہ کہا کہ محبت کی ضرورت ہے، نفرت کی نہیں۔ سانپ گزر چکا ہے، اب زمین کو پیٹنے سے ہمارے زخم کو دوبارہ اجاگر نہ کریں۔ میری گزارش ہو گی کہ عمران خان ایک فرد نہیں، ایک علامت ہے۔

(جاری۔۔۔۔T12)

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: (جاری ہے۔۔۔۔) میری گزارش ہوگی کہ عمران خان ایک فرد نہیں، ایک علامت ہے؛ جس میں ملک پاکستان کے سارے غریب، سارے مظلوم اپنے دکھوں کا مداوا دیکھتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ یہ لیڈر پاکستان کو خود مختاری، پاکستان کو عظمت، خدا کے فضل سے ایک ایسی روش کے اوپر ڈالے گا۔ چیئرمین صاحب ہم نے بڑی غلطیاں کی ہیں، میں اس کو acknowledge کرتا ہوں؛ اس لیے کہ اگر آپ اپنی غلطیوں سے نہیں سیکھیں گے تو ہم آگے کا راستہ نہیں بنا سکتے۔ اس لیے میں پوری قوم کو کہتا ہوں اور خاص طور پر تحریک انصاف کو کہ 2 April کو جب میں نے عمران خان کو قائل کیا کہ ہم بات چیت کے ذریعے سارے مسائل کا حل نکالیں گے؛ اس لیے کہ ہمارا ملک مزید دہشت گردی کے اس عذاب سے نکلے۔ آج بلوچستان کے اندر، آج خیبر پختونخوا کے اندر، پورے ملک کے اندر جو بدامنی ہے، سیاست امن سے ہوتی ہے۔ آج ہمارے دشمنوں نے امن کو درگور کرکے رکھ دیا ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم عمران خان کی صحت سب سے پہلے اولین ہے اور اس میں رانا صاحب، عدالتوں کا کردار نہیں ہے۔ عدالتیں ختم ہو چکی ہیں، عدل کا نظام ختم ہو چکا ہے۔ آپ نے جس طرح پچھلی مرتبہ وعدہ کیا تھا، اپنا مثبت کردار ادا کریں، تاکہ ملک کو اس بحرانی کیفیت سے ہم نکال سکیں، ملک کو ایک ایسے ڈگر پر چلائیں جس سے ہماری توقیر ہو، جس سے ہماری عزت بیرون ملک ہو۔ میں فیصلہ سازوں سے بھی کہنا چاہتا ہوں، دیکھیں، دنیا کے اندر ترس اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، پچھلی مرتبہ بھی میں نے کہا تھا کہ پہل کرو اس بات پر کہ سب نفرتوں کو دور کرکے محبت کے پیغام کے تحت ہم عمران خان کے بنیادی حقوق، جو Article 4 of the Islamic Constitution کے مطابق مقرر ہیں life, liberty, pursuit of happiness and health یہ وہ چیزیں ہیں جن کا تحفظ کرنا میں سمجھتا ہوں کہ فیصلہ سازوں کے لیے بھی اور موجودہ حکومت کے لیے بھی بہت بڑا challenge ہے۔ مجھے یقین ہے کہ رانا صاحب پھر اٹھ کر یہ جواب دیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جس راستے کی نشاندہی انہوں نے پچھلی مرتبہ کی تھی، اسی راستے پر گامزن ہو کہ ہم مفاہمت کی policy کو، ہم امن کی، محبت کی policy کو اور ہم نفرت کو پاکستان سے، سیاست سے دور کریں گے، بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : بہت شکریہ سینیٹر محمد اعظم خان سواتی۔ جناب سینیٹر ایمل ولی خان، دیکھیں ایمل ولی صاحب آج جمعہ ہے، دو منٹ سے زیادہ نہیں لیجیے گا۔

سینیٹر ایمل ولی خان: شکریہ چیئرمین صاحب، شروع اللہ کے نام سے، جو رحمان اور رحیم ہے۔ اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے میں Leader of the Opposition کو مبارک باد دیتا ہوں اور مبارک باد اس امید کے ساتھ کہ ان شاء اللہ وہ پاکستان کی عوام کے دلوں کے ترجمان بنیں گے، نہ کہ ایک مخصوص ٹولے یا ایک مخصوص پارٹی کے ترجمان بنیں گے۔ امید رکھوں گا کہ ان کو اپنے لوگوں کے مسائل، جو جل رہے ہیں، مر رہے ہیں، گھر چھوڑ رہے ہیں، بڑے مشکل حالات سے گزر رہے ہیں، ان مسائل کا دباؤ ایک قیدی کے رہا ہونے سے یا نہ ہونے سے زیادہ ہوگا۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ایک قیدی پورے پاکستان کی عوام پر حاوی ہو، یہ نہیں ہو سکتا۔ کیا میں نے غلط بات کی؟

Mr. Presiding Officer: Order in the House, please.

سینیٹر ایمل ولی خان: قیدی نہیں prisoner بولو۔

Mr. Presiding Officer: Please، no crosstalk, Order in the House، please.

سینیٹر ایمل ولی خان: عدالت نے اس کو قید کیا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایمل ولی صاحب آپ crosstalk نہیں کریں، مجھ سے بات کریں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: میں نے تو کی نہیں ہے، prisoner بول لیتے ہیں، چور بول لیتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایمل ولی صاحب آپ crosstalk نہیں کریں، آپ speech ختم کریں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے عوام at large کا یہ مسئلہ نہیں ہے کہ قیدی ہو یا رہا ہو، پاکستان کے عوام کا at large یہ مسئلہ نہیں ہے کہ ملاقات ہو یا نہ ہو۔ یہ مخصوص دو ٹولوں کا مسئلہ ہے: ایک ٹولہ کہتا ہے کہ ملاقات ہو، ایک ٹولہ کہتا ہے کہ ملاقات نہ ہو۔ جناب! یہ سنتے نہیں، یہ کیا ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایمل ولی صاحب آپ اپنے point پر آ جائیں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: تو یہ point نہیں ہے کیا؟ میں Leader of the Opposition کو یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ ہمارے ,Leader of the Opposition Sahib براہ مہربانی کر کے، یار یہ کیا ہے؟

Mr. Presiding Officer: Order in the House, please.

دیکھیں، اگر آپ ایسا کریں گے تو میں House کو adjourn کر دوں گا۔ ایمل ولی صاحب ,Order in the House please. ایک منٹ کے لیے آپ دیکھیں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: میں Opposition Leader سے request کروں گا کہ پاکستان کے عوام کے بہت مسائل ہیں، چلو یہ بھی مسئلہ ہے، یار آپ آجاؤ، میری جگہ بات کر لو، قسم سے کیا مذاق بنایا ہے، یہ بک بک۔ جناب! اس طرح تو یہ نہیں چلے گا نا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دیکھیں، مجھے House کو adjourn کرنے کا۔

سینیٹر ایمل ولی خان: میں نے کوئی غیر آئینی بات نہیں کی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: دیکھیں، اگر آپ House نہیں چلنے دیں گے، تو آج جمعہ ہے۔سب نے نماز کے لیے جانا ہے۔

سینیٹر ایمل ولی خان: میں آتا ہوں بلوچستان کے مسئلے پر۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: محترمہ، ان کو بولنے دیں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: آپ قوالی والے ہو۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایمل ولی صاحب، آپ بولتے رہیں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: یہ قوال بٹھائے ہوئے ہیں تو ہمنوا بن جاتے ہیں۔ بلوچستان کا مسئلہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: محترمہ، آپ بار بار interrupt نہ کریں، ان کو speech کرنے دیں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: قسم سے [***][2] میں اس سے بہتر لوگ ہوتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایمل ولی خان صاحب، اس کو میں expunged کرتا ہوں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: یہ تو میرا ارادہ ہے کہ ان کی چیخیں نکالوں گا، ان شاءاللہ، ان کی چیخیں نکالوں گا بے فکر رہیں، یہ کیا ہے؟ Leader of Opposition Sahib سنبھالیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر فوزیہ ارشد صاحبہ آپ لوگ House کو چلنے دیں، اس کے بعد آپ بولیے گا، آپ تشریف رکھیں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: آپ کو ایسے لوگوں نے leader بنایا ہے، سنبھالو۔ یار، میں بول لوں پھر یہ بولیں، یہ کیا مذاق ہے؟ اعظم بھائی آپ سمجھائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ ہمیشہ House کو interrupt کرتی ہیں، ان کو speech کرنے دیں۔ اگر اس طریقے سے ہوگا تو ایوان کو، نہیں آپ ان کو بولنے دیں، آپ اپنی seat پر تشریف رکھیں۔ ایمل ولی خان صاحب، آپ بولیں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: ان کو غلط لگے گا، میں کہوں گا خدا کے لیے ان کو سمجھاؤ۔

[2] *"The word expunged as Ordered by the Chair."*

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں Leader of Opposition سے request کروں گا کہ اپنے members کو بولیں کہ ان کو بولنے دیں، اس کے بعد آپ کا جواب ہے۔

سینیٹر ایمل ولی خان: جہاں شائستگی نہ ہو، وہاں آنکھوں سے شائستہ زبان۔ Leader of the Opposition Sahib, please. یہ اپنوں کی نہیں سنتے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایمل ولی خان صاحب، آپ اپنی speech کو دیکھیں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: مجھے بولنے دیا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ بولیں نا،.please

سینیٹر ایمل ولی خان: بلوچستان بہت سنجیدہ مسئلہ ہے، اس کو اس طرح نہ لیا جائے، جس طرح بولا جا رہا ہے، بالکل there is no excuse for terrorism اور میں حکومت کو، ریاست کو یہ تسلی دی بھی ہے اور دیتا بھی ہوں کہ جہاں بھی ریاست یا ریاست کے خلاف دہشت گردی ہوگی، جبر ہوگا، ظلم ہوگا، ہم دوسری طرف کھڑے ہوں گے اور میں مبارک باد تو نہیں کہہ سکتا، لیکن شاباش کہتا ہوں حکومت پاکستان اور ریاست پاکستان کو، جنہوں نے اس terrorism کی wave کو جس طرح defend کیا، وہ اچھی بات ہے لیکن اس سے یہ مسئلہ ختم نہیں ہوا۔ ابھی تو operation ردالفساد کے بعد میرے خیال میں ردّالفتنہ آ گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں، ہم واقعات کو control کر سکتے ہیں۔ ہم نے بلوچستان کے حملے کو negate کیا، لیکن یہtime bomb پڑا ہے، یہ حکومت کو ماننا پڑے گا کہ وہ حملہ negate ہوا لیکن وہ time bomb negate نہیں ہوا ابھی (جاری-----T13)

T13–06Feb2026 Imran/ED: Shakeel 12:30 pm

سینیٹر ایمل ولی خان: (جاری ----) ہم نے بلوچستان کے حملے کو negate کیا لیکن یہ time bomb پڑا ہے۔ یہ حکومت کو ماننا پڑے گا کہ وہ حملہ negate ہوا لیکن وہ time bomb negate نہیں ہوا۔ ابھی ہمیں یہ پتا نہیں اور اندازہ بھی نہیں ہے کہ کل کیا ہوگا، پرسوں کیا ہوگا یا آنے والے دنوں میں کیا ہوگا۔ جناب، اسی طرح اگر ہم پختونخوا کی situation کو دیکھیں کہ تیراہ میں جو حالات ہیں،

میں اُس کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا لیکن رانا صاحب موجود ہے اور وہ Interior Minister بھی رہ چکے ہیں اور الحمدللہ سیاست میں ایک تاریخ رکھتے ہیں۔ تیراہ کے معاملے پر وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت کا جو رویہ ہے وہ عوام کے لیے ناقابل برداشت رویہ ہے۔ اُدھر لوگ جل رہے، اُدھر لوگ نکل رہے، اُدھر یا زبردستی یا مرضی، یا کیا یا کیا یا کیا، یا جس طرح کی باتیں ہوئیں لیکن عکاسی یہ ہو رہی ہے کہ پاکستان کے اُس کونے میں لوگ مر رہے ہیں اور تڑپ رہے ہیں اور پاکستان کے اِس کونے میں دو حکومتیں ایک دوسرے کے اوپر وہ چیز کہ جو اُدھر ہو رہا ہے وہ آپ کر رہے ہیں اور اُدھر جو ہو رہا ہے وہ آپ کر رہے ہیں۔ اُدھر کی کوئی فکر نہیں ہے کہ کیا ہو رہا ہے۔ صوبائی حکومت کی طرف سے بھی اور وفاقی حکومت کی طرف سے بھی مضحکہ خیز بیانات آئے ہیں اور تضحیک آمیز بیانات آئے ہیں۔ So, I request the Chair and I request the government کہ ان مسائل پر in House اجلاس بلائیں۔ مسائل کو محدود نہ کریں۔ آج مسائل کی کیا بات ہو رہی ہے کہ آپریشن! آپریشن مسئلہ ہے یا نہیں ہے؟ آپ نے تو آپریشن کو مسئلہ بنا دیا ہے جبکہ مسئلہ تو terrorism ہے۔ مجھے یہ جواب چاہیے کہ وہ terrorism کا خاتمہ اس آپریشن سے ہوگا یا نہیں ہوگا؟

(اس موقع پر ایوان میں نماز جمعہ کی اذان سنائی دی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی ایمل صاحب۔

سینیٹر ایمل ولی خان: جناب، میں wind up کرنا چاہوں گا لیکن میں حکومت سے request کروں گا کہ ایک joint اجلاس بلایا جائے۔ چھوٹے چھوٹے قوانین کے لیے اور پتا نہیں کس قسم کے قوانین کے لیے joint اجلاس بلا لیتے ہیں تو یہ اتنا بڑا مسئلہ ہے and I would love that the Prime Minister of Pakistan and the Chief Minister of Khyber Pakhtunkhwa, ان دونوں کو بلایا جائے اور تمام لوگوں کے سامنے یہ بحث کھلے۔ جو مضحکہ خیز بیانات دیتے ہیں، جو مذاق کرنا ہے وہ پھر کریں۔ پھر سب کو پتا چل جائے گا اور ہمیں بھی پتا چل جائے گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ ایمل ولی صاحب، اب تو اذان بھی ہو چکی ہے۔

سینیٹر ایمل ولی خان: جناب، میں نے صرف ایک منٹ آپ سے مانگا ہے۔ As far as Balochistan is concerned تو محرومیاں ہیں اور آپ کے اُدھر سے پھر وہی پنجاب اور بلوچستان کی بات درمیان میں پڑ جاتی ہے۔ اگر ہم محرومیوں کا ذکر کریں تو وہ اُدھر وہ پھر، بھائی ہم آپ کو مانتے ہیں کہ آپ پاکستان کی بنیاد ہیں۔ پنجاب پاکستان ہے اور پاکستان پنجاب ہے، اب اس میں کوئی دو رائے نہیں بن سکتی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ ایمل صاحب۔ نماز کا وقت ہو چکا ہے۔

سینیٹر ایمل ولی خان: مجھے بات تو کرنے دیں۔ بس ایک سیکنڈ، بہت ضروری بات ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ دیکھیں کہ سارے دوست بیٹھے ہیں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: مجھے دس منٹ اُنہوں نے ٹوکا، پھر پانچ منٹ یہ ہو جائیں گے۔ ایک منٹ بھی آخر میں دیکھیں گے تو بات نہیں ہو گی۔ شہادت صاحب پلیز۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اچھا، ایمل صاحب بولیں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: جناب، اس عمل میں پھر Leader of the Opposition کا بیان آتا ہے کہ کوئٹہ کانسیوں کا ہے۔ اب یہ بیان PTI کا ہے کیونکہ جو بلوچ رہنما ہیں وہ تو ان کے ساتھ کھڑے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر ایمل ولی خان: آپ کے ساتھ۔ کچھ آپ کے ساتھ بھی ہیں۔ تو جناب، میرے خیال میں اس وقت یہ بیان دینا تمام تر اقوام کی دل آزاری ہے۔ Leader of the Opposition, National Assembly کو معافی مانگنی چاہیے۔ پاکستان کا ہر شہر، ہر قوم کا ہے۔ پاکستان کا ہر شہر، ہر قوم کا ہے۔ لاہور ہو، کوئٹہ ہو، پشاور ہو یا کراچی ہو، اس پر سندھی، بلوچ، پختون، پنجابی، سرائیکی، اردو اسپیکنگ، سب کا حق ہے۔ اُنہیں یہ بات بالکل نہیں کرنی چاہیے تھی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔ جی دنیش کمار صاحب۔

Senator Danesh Kumar

سینیٹر دنیش کمار: جنابِ اعلیٰ! میں تو دو منٹ سے زیادہ بات نہیں کروں گا اور میں بسنت کے حوالے سے بولنا چاہ رہا ہوں۔ دیکھیں جی، بسنت جو ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر دنیش کمار: دیکھیں، اسی چیز پر مجھے سخت افسوس ہوتا ہے کہ کسی کے تہوار کو ---

(مداخلت)

سینیٹر دنیش کمار: جناب یہ بد تمیزی ہے، ایسا نہیں کریں۔ یہ بنتی نہیں ہے۔ نہیں نہیں، دیکھیں میں مانتا ہوں کہ یہ تہوار قبلِ اسلام سے منایا جاتا تھا۔ اُس وقت چونکہ تمام ہندو اور سکھ یہ تہوار مناتے تھے تو اب اس کو یہ کہنا، جناب یہ ایک علاقہ کا تہوار ہے۔ ٹھیک ہے جی اور صدیوں سے منایا جاتا ہے۔ اب خواہ مخواہ اس تہوار کو متنازع نہ بنایا جائے اور بسنت کے علاوہ میں آپ کو بتاؤں، کیا آپ کو پتا ہے کہ نوروز کیا ہے؟ نوروز پارسی تہوار ہے مگر ایران میں جس جوش و خروش سے منایا جاتا ہے تو اُس کی مثال نہیں ملتی۔ جناب، افغانستان میں نوروز منایا جاتا ہے، تاجکستان میں منایا جاتا ہے، آزربائیجان میں منایا جاتا ہے، ترکی میں منایا جاتا ہے، قازقستان میں، ازبکستان میں اور کرغزستان میں یہ منایا جاتا ہے تو اگر یہ بسنت کا تہوار پنجاب میں منایا گیا تو کوئی اہم وہ نہیں ہے کہ کوئی اس پر---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب، چلیں اس چیز کو چھوڑ دیں۔ اب میں آتا ہوں کہ محترمہ مریم نواز شریف نے ایک بیان دیا ہے کہ اپنے بچوں کو پنجابی سکھائیں اور انہیں بتائیں کہ یہ اُن کے لیے فخر کی بات ہے۔ جناب میں اُن کے بیان کو welcome کرتا ہوں۔ میں welcome کرتا ہوں کہ جب ہم بلوچ اپنی بلوچی پر فخر کرتے ہیں، پشتون اپنی پشتو پر فخر کرتے ہیں اور سندھی جو اپنی سندھی پر کرتے ہیں تو پنجابی اپنی پنجابی زبان پر کیوں فخر نہ کریں؟ کیوں اُن پر تنقید کی جاتی ہے؟ مجھے اس پر سخت افسوس ہوتا ہے۔ جناب، پنجابی ایک خوبصورت، میٹھی، سریلی اور شہد کی طرح میٹھی زبان ہے۔ جو اگر پنجابی کے خلاف ہے تو اُس کے خلاف دنیش کمار ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ دنیش صاحب۔

سینیٹر دنیش کمار: جناب، صرف ایک بات۔ جناب، میں پنجابی نہیں ہوں، میں پنجابی نہیں ہوں مگر میرے دوست بیٹھے ہیں، سینیٹر رانا ثناء اللہ صاحب سنیں، رانا صاحب، رانا ثناء اللہ صاحب سنیں، طارق فضل چوہدری صاحب سنیں، طلال چوہدری صاحب سنیں، پنجابی ایک میٹھی زبان ہے مگر آپ کو پتا ہے کہ پنجابی زبان کے دشمن کون ہیں؟آپ لوگ خود اس پنجابی زبان کے دشمن ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ دنیش کمار صاحب۔

سینیٹر دنیش کمار: میں آپ کو بتاؤں کہ کیوں؟ کیوں میں ایسا کہہ رہا ہوں؟ ہمارے ایک پنجابی دوست ہیں۔ میں اُن کے گھر جاتا ہوں۔ اُن کے بیٹے بیٹھے تھے تو میں نے کہا یار! یہ پنجابی کیوں نہیں بول رہے؟ تو وہ دوست بولتے ہیں کہ یہ تو پینڈؤوں کی زبان ہے۔ جناب یہ حقیقت ہے۔ پنجابی بابا بھلے شاہ کی زبان ہے۔ پنجابی بابا گرو نانک صاحب کی زبان ہے۔ یہ پنجاب کے دشمن خود پنجاب کے لوگ ہیں۔ جناب مجھے افسوس ہوتا ہے۔ میں یہ طنز میں نہیں کہہ رہا ہوں۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ یہاں پر پوٹھواری زبان کا دن منایا جارہا تھا، جناب سنیں۔ پوٹھواری زبان کا دن منایا جارہا تھا اور میں مہمانِ خصوصی کے حیثیت سے ریڈیو پاکستان میں گیا۔ یہ شرم کی بات ہے کہ وہاں پوٹھواری زبان نہیں بولی جارہی تھی۔ میں نے اُن سے پوٹھواری زبان میں بات کی۔ جناب، اگر پنجابی زبان کو آپ نے فروغ دینا ہے تو پورا پنجابی بن کر فروغ دیں۔

Mr. Presiding Officer: Thank you. Leader of the Opposition please.

Senator Raja Nasir Abbas (Leader of the Opposition)

سینیٹر راجا ناصر عباس (قائد حزب اختلاف): شکریہ جناب۔ میری گزارش یہ ہے کہ میں نے جو بات کی تھی کہ حکومتوں کا جو فلسفہ وجودی ہے، معاشرے میں رہنے والے افراد جو وہاں کے عوام ہیں، اُن کا جو حق ہے، بنیادی انسانی حقوق ہیں، Fundamental Rights ہیں، Civil Rights ہیں، حکومتیں ensure کریں، اُن کو دیں۔ (جاری-----T14)

T14-6Feb2026 Abdul Ghafoor/ED: Shakeel 12:40 PM

سینیٹر راجا ناصر عباس: (جاری---) ان کے حق ہیں، بنیادی انسانی حقوق fundamental rights, civil rights ہیں حکومتیں ensure کریں، ان کو دیں، ان کے حقوق کی حفاظت کریں۔ میں نے یہاں سے بات شروع کی تھی فلسفۂ وجودی حکومتوں کا حق ہے، نہ

کہ ان کے حق کو پامال کیا جائے، انہیں حق نہ دیا جائے، ان کی بات نہ سنی جائے، وہ چیختے، چلاتے رہیں، توجہ نہ دیں۔فرق یہ نہیں ہے کہ پاکستان کے کسی ایک عام آدمی پر بھی اگر ظلم ہو، تو اس کا حق ہے کہ اسے بولنا چاہیے۔ یہ ہم سب کی ذمہ داری اور duty ہے۔ یہ اللہ نے معین کی ہے، خدا نے کہا ہے، ہمارا آئین اور دستور بھی کہتا ہے کہ دوسروں کے حق پامال کرنے والے لوگوں کے مقابلے میں ہمیں احتجاج کا حق ہے۔ ہمیں اعتراض کا حق ہے۔ہم نے یہ اعتراض کرنا ہے، ہمیں حق ہے، قانون اور آئین کے دائرے میں رہتے ہوئے۔ میں نے ان سے request کی کہ آپ ماشاءاللہ بڑے seasoned سیاستدان ہیں۔ یہ جو مسئلہ اس وقت عمران خان صاحب کے doctors کا، معالجے کا، علاج کا ہے، میں نے اس دن بھی کہا تھا کہ ہماری committee بنانی چاہیے جو باقاعدہ جیلوں میں جائے اور دیکھے کہ عام قیدی کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: علامہ صاحب یہ بات آپ پہلے کر چکے ہیں اس behalf پر مجھے یقین ہے کہ منسٹر صاحب اس کا جواب دیں گے۔آج جمعہ ہے، نماز ہے۔۔

سینیٹر راجا ناصر عباس: انہوں نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: گزارش سن لیجئے، جواب دیں گے۔آپ ایک منٹ بیٹھیں آپ تشریف رکھیں۔ میں اس لیے علامہ صاحب سے request کر رہا ہوں، چونکہ جمعہ بھی ہے، جواب سننا ہے، اس لیے ایک سیکنڈ۔۔

سینیٹر راجا ناصر عباس: انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ مجھے بات کرنے دیں میں نے کہا جی۔۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ سنیں، آپ تشریف رکھیں۔دیکھیں، ذیشان صاحب آپ ابھی تشریف لے کر آئیں۔علامہ صاحب پہلے یہ بات کر چکے ہیں، جواب ملے گا۔اگر جمعہ سے پہلے جواب لینا ہے، علامہ صاحب۔

سینیٹر راجا ناصر عباس: میرا سوال ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، سینیٹر راجہ ناصر عباس صاحب۔

سینیٹر راجا ناصر عباس: کیا ایک آدمی ہو یا سو آدمی، کیا ان کے Fundamental Rights violate ہو رہے ہیں یا نہیں ہو رہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ابھی جواب دیتے ہیں۔

سینیٹر راجا ناصر عباس: ان کے doctors کو کیوں نہیں بلایا جارہا؟ کیاان کا حق نہیں ہے؟ کیوں ایسے کیا جارہا ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی، علامہ صاحب ابھی جواب دیتے ہیں۔

سینیٹر راجا ناصر عباس: انہوں نے کہا کہ ماضی میں ایسے ہوا، فلاں ایسے ہوا۔ بھئی دیکھیں، کوئی کسی ایک غلط چیز سے دوسری غلط چیز کی اجازت نہیں دیتی اگر غلط کوئی ہے تو۔ میرے خیال میں، میری توقع تھی کہ ہم قانون بناتے ہیں تاکہ اس پر عمل ہونا چاہیے۔اب ہم باتیں کریں کہ فلاں نے یہ کیا تھا،فلاں نے یہ کیا تھا۔آٹھ فروری کا احتجاج ایک پرامن احتجاج ہے۔ہم کسی کو زبردستی نہیں کہہ رہے کہ آپ گاڑی نہ چلاؤ، یہ نہ کرو، ہم request کر رہے ہیں۔اگر کوئی چلاتا ہے تو چلائے۔اگر وہ دکان کھولتا ہے، کھولے۔زبردستی، جبر نہیں ہے، کسی قسم کا جبر نہیں ہے۔یہ بالکل کسی کو مجبور نہیں کیا جارہا کہ آپ آئیں اور قانون کی خلاف ورزی کریں،ایسے نہیں ہو رہا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب رانا صاحب۔

Senator Rana Sana Ullah Khan

رانا ثنا اللہ خان: جناب چیئرمین! مجھے لیڈر آف دی اپوزیشن کا بہت احترام ہے۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دیکھیں، اگر آپ اپنا مؤقف بیان کریں گے اور آپ rules اور law کے کٹہرے میں ہمیں کھڑا کریں گے تو پھر اس کا جواب relevant rules اور law کے مطابق ہی دیا جائے گا۔ہر بات کا ایک اپنا background ہوتا ہے اور ایک اپنا اسلوب ہوتا ہے۔جس طرح سواتی صاحب نے بات کی ہے، بالکل میں اس کو welcome کرتا ہوں۔اگر انہوں نے یہ اعتراف کیا ہے کہ ہم سے بھی غلطیاں ہوئی ہیں، تو بالکل ہم اس بات کے دعوے دار نہیں کہ ہم سے غلطی نہیں ہو سکتی۔اگر جس طرح سواتی صاحب نے کہا کہ محبت کو بڑھانے کی ضرورت ہے، نفرت کو بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب آپ بیٹھیں گے تو معلوم ہوگا کہ نفرتیں اگر بڑھی ہیں تو وہ کس طرح بڑھی ہیں۔ آج اگر اس میں عروج ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔سواتی صاحب خود ان واقعات سے واقف بھی ہیں اور گواہ بھی ہیں۔اگر 26 نومبر کا احتجاج یا گلہ ان کا ہے تو اس سے پہلے بھی ایک دن تھا،اس سے پہلے بھی ایک رات تھی۔اس رات بھی کچھ events ہوئے،اس رات اور اس دن بھی آپس میں کوئی بات ہوئی، کسی نے کوئی کہی، کسی نے بات مانی۔ ہم خود چاہتے ہیں یہ ساری چیزیں بالکل ان کو آگے لے کر جانے کو تیار ہیں۔

جہاں تک انہوں نے بات کی تشویشناک صورت حال ہے میں on the floor of the House یہ کہنا چاہتا ہوں کہ عمران خان صاحب کو ان کی positionاور عدالت کے حکم کے مطابق جو entitlement ہے، وہ بالکل ان کو مل رہی ہے۔ ان کے علاج کا معاملہ ہے، جیسے انہوں نے خود چاہا، جیسے انہوں نے خود adviseکیا کہ مجھے problem ہے، اس کو دکھایا جائے یا treatment کی جائے، بالکل اسی کے مطابق کیا گیا۔ اگر آپ ان چیزوں کو بہتر انداز میں آگے بڑھانا ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ جو سواتی صاحب نے جو بات کی ہے وہ طریقہ کار زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ آپ ہمیں کٹہرے میں کھڑا کریں پھر توقع کریں کہ ہم آپ کی باتوں کو consider کریں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: منسٹر صاحب بہت شکریہ۔ مولانا عبدالواسع صاحب۔

(مداخلت)

Senator Abdul Wasay

سینیٹر عبدالواسع: جناب چیئرمین! شکریہ۔ رانا صاحب تشریف فرما ہیں، دو تین دن سے بلوچستان کے حالات پر بات ہو رہی تھی لیکن ہمیں اس پر کچھ نہیں بتایا گیا کہ بلوچستان کے بارے میں یا National Action Plan یا کسی اور معاملے پر بات کریں گے۔ اس طرح بلوچستان کا مسئلہ کس طرح حل ہو گا جب اس پر بات ہو جائے اور وہاں سے حکومت بھی ہمیں کوئی جواب نہ دے۔

جناب والا! میں ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں کہ دو تین دن سے، یا چار پانچ دن سے بلوچستان میں ایک اور معاملہ چل رہا ہے کہ پشتون اور بلوچ کو لڑانے کی پھر ایک کوشش ہو رہی ہے جب کہ خواجہ آصف صاحب نے بیان دے دیا ہے تو اس بیان کے بعد قومیت کے اور رقابت کے نعروں پر چل پڑے۔ میں پورے بلوچستان کے لوگوں کو اور یہاں کے عوام کو یہی گزارش کرتا ہوں کہ یہ دروازہ بند ہونا چاہیے اور میری حکومت سے بھی گزارش کہ اس طرح نہیں ہوتا کہ دہشت گردوں کی جنگ کو بلوچ اور پشتون کو لڑانے پر divert تو نہیں کرانا چاہتے۔ جب ایوان میں خواجہ آصف صاحب نے بلوچ census کے بارے میں یا پشتون census کے بارے میں بات کی، اس کے بعد census کا مسئلہ تھا۔ للہٰذا خدا را، اگر اس طرح کا کوئی ارادہ ہو تو بلوچستان کو مزید آگ میں نہ دھکیلا جائے۔ ہم سب بھائی، بھائی ہیں، بلوچ اور پشتون سب ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ رہتے ہیں۔ کوئی ملکیت کا مسئلہ نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔ سینیٹر روبینہ قائم خانی صاحبہ۔

Senator Rubina Qaim Khani

سینیٹر روبینہ قائم خانی: جناب چیئرمین! میں زیادہ وقت نہیں لوں گی، نماز کا بھی time ہے۔ میں بسنت تہوار کے حوالے سے ایوان میں بات کی گئی بہت اچھی بات ہے۔اس طرح کے تہوار منانے چاہئیں کیونکہ بلوچستان کے حوالے سے بھی بات کی گئی، وہاں پر دہشت گردی کا سامنا ہوا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پورا ملک خاص طور پر جو identity ہے ہمارے ملک کی یا ہمارے province کی یا جو ہم تہوار مناتے ہیں وہ ایک message ہوتا ہے تمام international level پر بھی تو میں یہ کہوں گی کہ ٹھیک ہے یہ جشن منانا، تہوار منانا چاہیے لیکن یہاں پر میرا ایک سوال بھی ہے کہ اس حوالے سے جو casualties ہوتی ہیں، خاص طور پر جو انسانی جانوں کا ضیاع ہوتا ہے وہ آج بھی صبح report ہوا ہے کہ پانچ سے چھ لوگ بسنت کے تہوار کی وجہ سے مارے گئے ہیں۔ اس کے حوالے سے safety measures لینا ضروری ہوتے ہیں۔ میں امید کروں گی اپنی حکومت پنجاب سے خاص طور پر وزیر اعلیٰ مریم نواز صاحبہ سے خاتون ہیں وہ اس بات کا نوٹس ضرور لیں گی۔ اس ایوان کے حوالے سے میں اپنی آواز ان تک پہنچانا چاہتی ہوں کہ جہاں تہوار منائے جاتے ہیں وہاں safety measures بھی لینا ضروری ہیں۔ بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔ سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب۔

Senator Kamran Murtaza

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب چیئرمین! بسنت کے حوالے سے پھر انہوں نے کہا کہ جشن منانا چاہیے۔ مجھے جشن منانے پر اعتراض نہ ہوتا انہیں پچیس سال کے بعد یاد آیا۔ یہ اگر پہلے یاد آجاتا تو اس میں کوئی regular process چل رہا ہوتا، یہی تاریخیں چل رہی ہوتیں، مجھے شاید کوئی تکلیف نہ ہوتی۔ مجھے تکلیف اس بات پر ہوئی ہے کہ جو کچھ بلوچستان میں ہوا ہے۔ میں ایک اور چیز کی بھی وضاحت کر دوں ابھی بچے گٹر میں گرے تھے تو اس محکموں کے سربراہ کے خلاف مقدمہ درج کروایا گیا تھا۔ بسنت میں اب جو لوگ فوت ہوئے ہیں، اس میں پھر کس کے خلاف مقدمہ درج کروانا چاہیے؟ وہ مقدمہ تو پھر رانا صاحب کہہ رہے ہیں کہ میرے خلاف ہونا چاہیے۔ میں تو suggest کر سکتا ہوں کہ کس کس کے خلاف مقدمہ درج ہو سکتا ہے اسی analogy پر۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ دونوں وکیل ہیں بہتر سمجھتے ہیں۔ کامران صاحب جمعہ کا وقت ہو رہا ہے۔ نماز کھڑی ہونے والی ہے۔

The proceeding of the House stands adjourned to meet again on Monday, the 9th February, 2026 at 04:00 pm.

[The House was then adjourned to meet again on *Monday, the 9th February, 2026 at 04:00 pm.]*